ماہنامہ

اہل السنة

Ahlus Sunnah

اتباع الكتاب والسنة بفهم سلف الأمة

March 2020

مارچ ۲۰۲۰ء

- ظلم کی آگ لگتی ہے تو صرف مظلوم کا گھر نہیں جلتا بلکہ ظالموں کا گھر بھی اس کی زد میں آجاتا ہے۔
- بس دیکھئے ! کہ کرونا وائرس کی لپیٹ میں آنے کے بعد رب کے وجود اور مذہب کا منکر چاینا اس پر ہوش کے ناخن لیتا بھی ہے یا نہیں؟
- وہ قوم جو طاقت کے نشے میں چور ہو کر ظلم وستم کا طوفان اٹھاتی ہے اسے بالآخر بوریا بستر اٹھا کر راہ فرار اختیار کرنا پڑتا ہے۔
- گاندھی جی نے اپنی تحریک کا آغاز ممبئی سے کیا۔
- ہندو مسلمان سب متحد ہو چکے تھے، ہر جگہ ہڑتالیں، دھرنے اور جلسے ہونے لگے...
- جلیان والا باغ کا سانحہ 13 اپریل 1919ء کو پیش آیا۔
- خوشیاں بھی ملیں تو لہولہان تھیں، منافرت کا ایسا سیلاب امنڈ پڑا کہ سب کچھ بہا لے گیا۔

100

ایڈیٹر: کفایت اللہ سنابلی ○ نائب ایڈیٹر: خلیل الرحمٰن سنابلی

گناہوں کے اجتماعی اثرات

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ''يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتّٰى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ، وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا، وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللّٰهِ، وَعَهْدَ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ، إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''مہاجرین کی جماعت! پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تم ان میں مبتلا ہو، (وہ پانچ باتیں یہ ہیں) پہلی یہ کہ جب کسی قوم میں علانیہ فحش (فسق و فجور اور زنا کاری) ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں، دوسری یہ کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو وہ قحط، منہگائی اور اپنے حکمرانوں کی زیادتی کا شکار ہو جاتے ہیں، تیسری یہ کہ جب لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے، اور اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا، چوتھی یہ کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر کسی باہری دشمن کو مسلط کر دیتا ہے، وہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے چھین لیتا ہے، پانچویں یہ کہ جب ان کے حکمراں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، اور اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈال دیتا ہے''

[سنن ابن ماجه: ٤٠١٩]

Ahlus Sunnah Volume No.8, Issue No.100, March 2020

جلد: ۸
شمارہ: ۱۰۰

فی شمارہ Rs. 30/-
سالانہ Rs. 300/-

مارچ ۲۰۲۰ء

ماہنامہ

اہل السنۃ
Ahlus Sunnah

سرپرست : رضاء اللہ عبدالکریم مدنی **نگراں** : عبدالشکور عبدالحق مدنی

ایڈیٹر: کفایت اللہ سنابلی ● **نائب ایڈیٹر** : خلیل الرحمٰن سنابلی

معاونین : ابوالبیان رفعت سلفی ● حافظ امتیاز احمد رحمانی

فورمیٹنگ : شفیق احمد محمد عدیل محمدی ● **گرافک ڈیزائنر** : طارق بن عبدالرحیم شیخ

سی،ای،او : زید خالد پٹیل

مجلس مشاورت

● شیخ محفوظ الرحمٰن فیضی ● دکتور عبید الرحمٰن مدنی

● شیخ نورالحسن مدنی ● شیخ محمد جعفر الہندی

میگزین ممبرشپ رابطہ نمبر: 022-26500400 / 8291063765

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ:

Islamic Information Centre, Gala No.6, Swastik Chamber, Below Kurla Nursing Home, Opp. Noorjhan-1, Pipe Road, Kurla (West), Mumbai - 400070 | Ph.:022-26500400
Website: ahlussunnah.co.in | Email: ahlussunnah.m@gmail.com

Owner/Printer/Publisher: SAAD KHALID PATEL

Printed at: Bhandup Offset & Designers, 1009 Bhandup Indl.. Estate, Pannalal Compound, LBS Marg, Bhandup (West), Mumbai - 400078

Published at: 106 Fateh Manzil, 4th Floor, Victoria Road, Sant Savta Marg, Mustafa Bazar, Mumbai - 400010

Islamic Information Centre, Managed by: ILM FOUNDATION Regd. No.23181

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اهل السنة
Ahlus Sunnah

اتباع الکتاب والسنة بفهم سلف الأمة

ظالموں کی مدد	ایڈیٹر	05
کرونا وائرس: چمگادڑ خوروں کی ایجاد	رشید سمیع سلفی	06
امام ابن تیمیہ کا بلند مقام اور ان کی کتابوں کی اہمیت	عبدالرزاق شمس الحق محمدی	09
احتجاجی مظاہرے جو تحریک بن گئے	ایم۔اے۔فاروقی	16
علم عقیدہ کی چند اہم مصطلحات (٦)	عبیداللہ الباقی اسلم	21
کچھ خود نہیں کرتے تو............	ابوسفیان ہلالی	28
معجزات وکرامات کی شرعی حیثیت (ا)	عبدالکریم رواب علی سنابلی	30
سورہ کہف دور فتن کا ایک محفوظ قلعہ (ساتویں اور آخری قسط)	عتیق الرحمٰن عبیدالرحمٰن سلفی	34
رجب کے روزوں اور قیام کی فضیلت سے متعلق روایات کا تحقیقی جائزہ (ا)	حافظ اکبر علی اختر علی سلفی	40

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں

اداریہ

ظالموں کی مدد

ایڈیٹر

مظلوموں کی مدد سب جانتے ہیں لیکن ظالموں کی مدد بھی ہونی چاہئے اس سے بہت کم لوگ آشنا ہیں، اسلام نے مظلوموں کی مدد پر بہت ابھارا ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ اس بات پر زور دیا ہے کہ ظالموں کی مدد کی جائے۔

صحیح بخاری کی مشہور حدیث ہے، صحابی رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ'' ''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظلم سے اس کا ہاتھ پکڑ لو (یہی اس کی مدد ہے)'' [صحيح البخاری: ۲٤٤٤]

اس حدیث میں ظالموں کی مدد کا مفہوم یہ بتایا گیا کہ ظالم کو ظلم سے روک دیا جائے، یہ ظالم کی مدد ہے، دراصل ظلم کی زد میں صرف مظلوم ہی نہیں بلکہ ظالم بھی آتا ہے، اور کوئی بھی ظالم اپنے ظلم کی سزا پائے بغیر اس دنیا سے جا نہیں سکتا، جن گناہوں کی سزا اللہ رب العالمین لازمی طور پر اسی دنیا میں دیتا ہے ان میں ایک ظلم بھی ہے۔ [سنن ابی داود، رقم ٤٩٠٢ والحديث صحيح]

اور ظلم کا وبال صرف ظالموں پر ہی نہیں آتا بلکہ خاموش تماشائی بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں، خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ'' ''جب لوگ ظالم کو دیکھ کر اس کا ہاتھ نہ پکڑیں (یعنی ظلم نہ روک دیں) تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا عذاب لوگوں پر عام کر دے'' [سنن الترمذی: رقم: ۲۱٦۸، والحديث صحيح]

معلوم ہوا کہ ظلم کی آگ لگتی ہے تو صرف مظلوم کا گھر نہیں جلتا بلکہ ظالموں کا گھر بھی اس کی زد میں آجاتا ہے بلکہ ظلم کو دیکھ رہے خاموش تماشائیوں کے گھر بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں، راحت اندوری صاحب نے کیا خوب کہا ہے:

لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں — یہاں پر صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے

اس لئے مظلوم کی مدد سے پہلے ظالم کی مدد ہونی چاہئے، کیونکہ ظالم کی مدد خود مظلوم کی بھی پیشگی مدد ہے، اور ساتھ ساتھ ظالم بلکہ پورے سماج وقوم کے لئے امن وتحفظ کا ضامن ہے۔۔۔ابو الفوزان سنابلی

کرونا وائرس: چمگادڑ خوروں کی ایجاد

رشید سمیع سلفی

خبروں نے دنیا کے طول وعرض میں ایک سنسنی پھیلا دی ہے، چائنا کا کرونا وائرس دیوارِ چین عبور کر کے دوسرے ممالک میں بھی پیر پسار رہا ہے، چین کے علاوہ امریکہ سمیت ۲۸ ممالک میں کرونا وائرس گر بہ قدم داخل ہو چکا ہے، سر دست چائنا اس وائرس سے ہلاک ہونے والے اپنے شہریوں کی لاشیں گن رہا ہے، جو کچھ اب تک میڈیا میں آ چکا ہے وہ پوری دنیا کو ہراساں کرنے کیلئے کافی ہے، خبر رساں ایجنسیوں کا کہنا ہے کہ چائنا کرونا وائرس کے بارے میں شفافیت نہیں برت رہا ہے، بہت کچھ عالمی برادری سے چھپا رہا ہے، مرنے والوں کی تعداد تو دو ہزار کے قریب بتائی جا رہی ہے، لیکن اندازہ ہے کہ پچیس ہزار یا ایک خبر کے مطابق پچاس ہزار لوگ کرونا وائرس کی خوراک بن چکے ہیں، روزانہ تھوک کے حساب سے جانیں جا رہی ہیں، یہ بھی خبر ہے کہ چائنا اس وآئرس کے متأثرین کو گولیاں مار مار کر ہلاک کر رہا ہے، گھروں میں گھس گھس کر متأثر پائے جانے والوں کو کیمپوں میں بھیج رہا ہے، لوگوں کو گھروں میں بند کر دیا گیا ہے، سب سے پہلے جس ڈاکٹر نے اس وائرس کا پتہ لگایا تھا وہ بھی وائرس سے ہلاک ہو چکا ہے، میڈیا میں یہ بات بھی چل رہی ہے کہ ''وہان wuhan'' کے آسمان پر سرخی مائل بادل نظر آ رہے ہیں، ''وہان'' وہی شہر ہے جہاں پہلی بار وائرس کا سراغ لگا تھا، قیاس یہ ہے کہ یہ سرخی مائل بادل لاشیں جلانے کے سبب ہے، ایسا گمان کیا جا رہا ہے کہ دس ہزار کے قریب لوگوں کی لاشوں کو جلایا گیا ہے اور سلفر ڈائی آکسائیڈ کی وجہ سے آسمان سرخی مائل ہے، پورا چین خوف وہراس کے سائے میں جی رہا ہے، سڑکیں ویران ہیں، دن کو کرفیو جیسی حالت اور رات ڈراؤنی ہوتی جا رہی ہے، اکنومی بدترین صورتحال سے گزر رہی ہے، نوٹوں کو نذر آتش کیا جا رہا ہے، کیونکہ نوٹوں کے ذریعہ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ وائرس پھیل رہا ہے۔ ۸۴ ہزار کروڑ روپے کی کرنسی تباہ کرنے کا آرڈر دے دیا گیا ہے۔

تحقیقات کے مطابق چمگادڑ اور ان جیسے جانوروں کو کھانے کے سبب یہ وائرس پھیلا ہے، گویا کرونا وائرس دنیا کو چمگادڑ خوروں کی سوغات ہے، یہ سچ ہے کہ چینی قوم وہ تمام جانور کھاتی ہے جو عام طور پر پوری دنیا میں کہیں بھی نہیں کھائے جاتے بلکہ ان کو ناپسند بھی کیا جاتا ہے، چمگادڑ، سانپ، حشرات الارض، کتے، بلی بھی یہ کھا جاتے ہیں، چوہے اور چھچھوندر بھی ان سے نہیں بچے، زندہ جانوروں کو بھی چبا چبا کر ڈکار جاتے ہیں، ''وہان شہر'' جو اس طرح کے جانوروں

کے گوشت کا سینٹر سمجھا جاتا تھا وہ اس وائرس سے سب سے زیادہ متاثر ہے، ہوبئ جہاں یہ شہر واقع ہے، وہاں بھی بہت تیزی سے پھیل رہا ہے، اب تک اس خونخوار وائرس کو قابو میں نہیں کیا جاسکا ہے، ڈاکٹروں نے اپنی پوری توانائی جھونک دی ہے لیکن علاج ابھی تک نہیں ڈھونڈا جاسکا، حیرت ہے کہ دنیا غیر معمولی ترقیوں کے باوجود قدرت کے سامنے بے بس ہے، ایک معمولی وائرس نے عالمی طاقتوں کے اوسان خطا کردئے ہیں، چائنا کی معاشی ترقی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، پوری دنیا میں اس کی مصنوعات کا ڈنکا بج رہا ہے، عالمی بازار پر قابض ہے، لیکن ایک وائرس سے اس کی الٹی گنتی شروع ہوچکی ہے، اکسپورٹ تھم سا گیا ہے، یہ سچ ہے کہ طاقت کے نشے میں انسان اپنی حدوں کو بھول جاتا ہے، آج جب یہ سپر پاور ''کرونا'' کے سامنے بے بس ہے تو اس کے کالے کارناموں کو بھی ایک ایک کرکے یاد کیا جارہا ہے، یہی چائنا ہے جس نے طاقت کے نشے میں مسلمانوں پر بے انتہا ظلم ڈھایا ہے، ان کی عبادت گاہوں پر تالا لگایا، برقعے پر پابندی، قرآن پر پابندی، زبردستی داڑھیاں نکلوائی گئیں، لاکھوں مسلمانوں کو ڈٹینشن سینٹروں میں بند کیا گیا، بچوں کو ان کے ماں باپ سے اور شوہروں کو ان کی بیویوں سے الگ کیا گیا، غرور میں یہ دہریہ بھول گیا تھا کہ دنیا میں مکافات عمل کا نظام بھی جاری ہے، پھر کیا ہوا، اسلام پر پابندی لگانے والے پر آج پوری دنیا نے پابندی لگادی ہے، اکثر ممالک نے چائنا کی پروازوں کو رد کردیا ہے، چینیوں کی آمدورفت پر روک لگادی ہے، مسلمانوں کو ڈٹینشن سینٹروں میں بند کرنے والوں کے پورے ملک کو ڈٹینشن سینٹر میں تبدیل کردیا ہے، گھروں سے باہر نکلنے پر پابندی لگادی گئی ہے، ہر چہار جانب پہرہ ہے، اس کے مال بردار جہاز سمندر ہی میں کھڑے ہیں، نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن، دوست ممالک نے بھی آنکھیں پھیر لی ہیں، غور کیجئے! خواتین کے سروں سے دوپٹہ نوچنے والے آج اپنا پورا وجود چھپائے پھر رہے ہیں، یاد کیجئے! مسلمانوں پر ظلم کے خلاف آواز اٹھانے پر جو صدر کہتا تھا کہ یہ ہمارا داخلی معاملہ ہے جس میں مداخلت کی ہم کسی کو اجازت نہیں دیں گے وہ اب عالمی برادری سے مدد کی گہار لگا رہا ہے، کرونا وائرس نے ساری اکڑفوں ہرن کردی ہے، چائنا اینڈ کمپنی ابھی تک ''کرونا'' کا توڑ نہیں لاسکی بس احتیاطات کا پروچن دیا جارہا ہے۔

جب یہ بات طے ہوچکی ہے کہ چمگادڑ کھانے کے سبب وائرس پھیلا ہے تو اسلام کے تصور حلال وحرام کی حکمت اور نکھر جاتی ہے، اب تو یہ سمجھ لیا جائے کہ اسلام کھانے پینے کی چیزوں سے بحث کیوں کرتا ہے؟ سورہ مائدہ قرآن میں کیا کررہی ہے؟ آخر کیوں کھائے جانے اور نہ کھائے جانے والے جانوروں کی فہرست جاری کی گئی ہے؟ کیوں حلال وحرام کے اصول وقواعد بیان کئے گئے ہیں؟ کتاب وسنت میں کیوں اطعمہ واشربہ کی تفصیلات دی گئی ہیں، وقت اور

حالات کی تبدیلیاں دین حق کی صداقت پر مہر تائید ثبت کررہی ہیں، اور بتا رہی ہیں کہ یہی دین فطرت ہے جس کی تعلیمات پر چل کر ہی انسان آفات وبلیات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ غذا کے اثرات انسانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں، اس پر اہل علم نے کتابیں بھی لکھی ہیں، سور کھانے والے دنیا میں سب سے زیادہ بے حیا اور بے غیرت ہیں، کیونکہ سور ایک بے حیا جانور ہے، عربوں میں غیرت وجذباتیت اونٹ کھانے کے سبب ہوتی ہے، کیونکہ اونٹ بہت ہی غیور اور کینہ توز جانور ہے، جس قوم نے جن جانوروں کو اپنی غذا بنایا ہے وہ ان کے صفات واثرات سے محفوظ نہیں رہے، ظاہر سی بات ہے کہ جن حیوانات کو قدرت نے انسانی غذا نہیں بنایا، چائنا کی عوام نے نہ صرف ان کو کھایا بلکہ ویڈیوز کے ذریعہ پوری دنیا میں ان کی تشہیر بھی کی، یہ قدرت سے بغاوت اور فطرت سے چھیڑ چھاڑ ہی تو ہے، قدرت سے بغاوت کا خمیازہ تو انسان کو بھگتنا ہی پڑے گا، برسوں کے تمرد اور سرکشی کے بعد ملحد چائنا بھی قدرت کے عتاب کی زد میں آیا ہے، عتاب بھی ایسا کہ جس سے فرار کی سپر پاور کے پاس فی الحال کوئی سبیل نہیں ہے، بس جھنجھلاہٹ میں ستم رسیدہ شہریوں پر مزید ستم ڈھا رہا ہے، جانوروں کو ختم کر رہا ہے، بس دیکھئے! خدا کے وجود اور مذہب کا منکر چائنا اس تازیانۂ عبرت پر ہوش کے ناخن لیتا بھی ہے کہ نہیں؟

بقیہ صفحہ ۱۵ کا: امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کا بلند مقام......

ناسپاسی ہوگی کہ اگر ہم اس حقیقت کا اعتراف واظہار نہ کریں کہ دیگر مسالک کے چند نمایاں اہل علم کو چھوڑ دیا جائے تو محض حضرات علمائے اہلحدیث کی وجہ سے ہندوپاک میں ابن تیمیہ کے تصانیف کے جال بچھے اور اردو تراجم عام ہوئے، مملکت توحید سعودی عرب نے بھی امام ابن تیمیہ کی تصنیفات کی سرگرم اشاعت میں بڑھ چڑھ کر دلچسپی دکھائی اور اس پر زر خطیر صرف کیا ہے۔ اس معاملے کا عجیب وغریب پہلو یہ ہے کہ علمائے دیوبند، علمائے ندوۃ اور بریلوی علماء بھی اس تیز رفتار ابن تیمیہ کی علمی تصانیف کی اشاعتوں کی گرمی دیکھ کر (گو مفید مطل ومسلک ہی سہی) ان کے اقتباسات کا بطور حوالہ ذکر کرتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے اسلاف ونسل نو کی محنتوں کی دلیل بین ہے، بریلوی طبقے مصنفات ابن تیمیہ کی اسی قدر تیزی سے نشر واشاعت سے جہاں بوکھلا گئے ہیں، قدرے مرعوب بھی ہیں، پروپیگنڈے کا غبار کافی حد تک بیٹھ چکا ہے اور آج مرعوبیت کی فضاء کو برہنہ آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔

لہٰذا جو لوگ اب تک امام ابن تیمیہ کی کتابوں کے عربی نسخے یا اردو تراجم کا مطالعہ نہ کر سکے ہوں جہاں بھی انہیں جس قیمت پر کتب ابن تیمیہ کی موجودگی کی اطلاع ملے دوڑ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں، ان کے علمی ذخائر سے یکساں طور پر خوشہ چینی واکتساب علمی کر کے میدان مناظرہ وتردید ادیان باطلہ وضالہ کی سوجھ بوجھ حاصل کریں۔

امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کا بلند مقام اور ان کی کتابوں کی اہمیت

ازقلم: عبدالرزاق شمس الحق محمدی (استاذ جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ہمہ گیر شخصیت پر گزشتہ چند صدیوں سے کچھ نہ کچھ لکھا جا تا رہا ہے، مخالفین نے بھی لکھا ہے اور موافقین نے بھی داد تحقیق دی ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فضائل ومناقب پر بے شمار کتابیں عرب وعجم میں دستیاب ہیں جن سے ان کی زندگی کے ظاہری ومخفی گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ مخالفین نے بھی باوجود یہ کہ نقطۂ نظر کے اختلاف کی وجہ سے بہت کچھ غیر صحت مندانہ باتیں امام موصوف رحمہ اللہ کی نسبت لکھ دی ہیں جس میں تحقیق کا عنصر کم تقلید کا عنصر نمایاں ہے، پھر بھی وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فکر رسا، اخاذ ذہن، علمی وعملی ہمہ گیر شخصیت اور بے باکی جرأت وعزیمت اور سیال قلم کی تعریف کرنے میں فراخ دلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ سردست ہم خود کو اس پوزیشن میں نہیں پاتے کہ مناقب سے مضمون کو طول دیں یا مثالب کی تردید کریں اس سلسلے میں ہمارے اسلاف نے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے۔ فجز اھم اللہ خیر الجزاء۔

تاہم عرض یہ کرنا ہے کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی محبت ہر اہل حدیث کے دل میں ہونی چاہیے (رسمی اور نام نہاد محبت وعقیدت نہیں جو موسمی ہو یا اختلافی حالات کی ضرورت کے طور پر ابھر کر سامنے آئے بلکہ وہ محبت جو زبانی دعویٰ اور رسم کی بجائے دل اور اتباع کے ساتھ ہو) کیونکہ بلا مبالغہ غیر جانبداری سے دیکھنے والے ہر صحیح العقیدہ بندۂ مسلم کے لئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ خالص العقیدہ منہج کتاب وسنت کے دعویدار اور ترجمانی کرنے والے تمام سالکان راہ کے لئے ایک بہترین ومثالی شخصیت ہیں۔ انہوں نے جس ناگفتہ بہ اور نامساعد حالات میں علمی وعملی، قلمی وزبانی و جانی جہاد کیا اسے سوچ کر انسانی ذہن ودل حیرت کا شکار ہو جاتا ہے، آپ نے اکیلے معتزلہ، جبریہ، قدریہ، رفاعیہ کے ردود اوران سے مناظرے کئے اور اکیلے اپنی تصنیفات وتحریرات سے بدعات وتقلید کی شکست کے جس میدان میں علم نصب کیا ہے ان کی طرح بعد کے ادوار میں اسے کوئی پہنچ نہ سکا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کے متعلق غلط فہمیاں اور اس کے اسباب:

علمی حلقوں میں یہ بات محسوس کی جاتی ہے کہ تمام ہی مکاتب فکر کے معتدل اور غیر جانب دار حضرات اپنے

اختلافات کے باوجود ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی علمی شخصیت اوران کی تصانیف کا بلند مقام تسلیم کرتے ہیں اور علمی تقریر وتحریر میں ان کے تصنیفات کے اقتباسات کا حوالہ دیتے ہیں تا کہ تحریر وتقریر کا وزن بڑھ سکے۔تاہم چند لوگوں کے استثناء کے ساتھ عمومی رجحان اور غلط انداز فکر یہ ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تصنیفات بے حد خشک اور سمجھنے کے لحاظ سے عام انسانی دماغ کی سطح سے بلند ہوا کرتی ہیں۔اسے غلط فہمی کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

پھر بعض کوتاہ نظروں نے ایک طرف جہاں امام موصوف کی تصانیف کی تعریف کی مگر ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ وہ بڑی تیز طبیعت کے مالک تھے حکم وفتویٰ نافذ کرنے میں تاخیر نہیں کرتے تھے۔

جب کہ بعض لوگوں نے اس افواہ کی وجہ سے تصانیف ابن تیمیہ کو ہاتھ نہ لگایا کہ وہ جمہور اہل سنت مسلک کے اعتقاد سے الگ اعتقاد رکھتے ہیں اور کئی مسائل میں بغیر کسی دلیل کے جمہور امت سے شذوذ وانفرادیت کو ترجیح دی ہے۔

جب کہ کچھ لوگوں نے ان کی گمراہی وتکفیر کا ہوّا کھڑا کر کے بھی ان کی تصانیف کی طرف طالبان علوم نبوت اور عوام الناس کی رغبت کی راہیں بند کرنے کی ناکام کوششیں کی ہیں۔

یہی چند اسباب ہیں جن کے باعث موافقین ومخالفین دونوں کی نگاہوں میں تصنیفات ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ مقام نہ حاصل ہوسکا جس کی وہ واقعی معنوں میں مستحق تھیں۔

علاّمہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے اپنے مقالہ میں امام ابن تیمیہ کو حقیقی معنوں میں مجدّ د وریفارمر ثابت کرتے ہوئے ان کی زندگی پر سیر حاصل مضمون لکھا ہے،مولانا آزاد رحمہ اللہ نے ''تذکرہ'' کے صفحات میں ان کی زندگی کے چند گوشوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔البتہ غلام رسول مہر کی تصنیف ''علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ'' غلام برق کی ''سیرت ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ'' اور علی میاں ندوی کی ''تاریخ دعوت وعزیمت جلد۲،اور صلاح الدین مقبول احمد المدنی کی **''دعوة شيخ الاسلام ابن تيميه رحمة الله و اثره على الحركات المعاصرة''** میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی پوری زندگی کھنگال کر رکھ دیا گیا ہے۔عربی وانگلش اور اردو ہر زندہ زبان میں فکر ابن تیمیہ کی دھوم مچی ہے۔

تصنیفات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عصر حاضر میں اہمیت:

ان سارے غبار کے باوجود جو امام موصوف کی بے داغ سیرت پر اڑائے گئے ہیں گزرے دور میں ان کی تصانیف سے زیادہ کوئی علمی تحفہ سامان غنیمت نظر نہیں آتا جو عام وخاص سب کے علمی ارتقاء کے لئے یکساں طور پر مفید مطلب ہو جو باذوق لوگ ابن تیمیہ کی تصنیفات کو محبوب رکھتے ہیں اور لوگوں کو ان کی تصانیف کی طرف رجوع کی دعوت ہیں انہیں بخوبی معلوم ہے کہ اسلام کی خالص دعوت توحید اور سنت کے احیاء،تقلید وبدعت کا جمود ختم کرنے

کے لئے اور مستشرقین ودشمنان اسلام کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے مصنفات ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بہتر اور مجرب اور تیر بہدف ہتھیار شاید کہیں نہیں۔تصنیفات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مطالعہ فکر وعمل اور قول وفعل میں توازن و اعتدال اور خالص اسلامی ذہن پیدا کرتا ہے۔لہٰذا آج کے دور میں فکر وعمل اور قول وفعل میں توازن واعتدال، احیائے سنت وغلبۂ توحیداور صحیح اسلامی ذہن ومعاشرہ کی تشکیل وتعمیر کے لئے طلب وجستجو اس بات کی ہونی چاہئے کہ دامے درمے قدمے سخنے مصنفات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اشاعت اوران کے افکارکو عام کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔ان سارے دعوؤں کی تائید کے لئے سردست اپنی بات کو ادھوری چھوڑ کر ہم اپنے قارئین کو مولانا آزاد کی تحریر دکھانا چاہتے ہیں۔نصف صدی پہلے جب مولانا آزاد نے ''تذکرہ'' لکھی تو علمی وادبی نگارشات کی دنیا میں اس کا غلغلہ بلند ہوگیا، ہندوستان میں چونکہ مصنفات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی قدر نہ تھی لہٰذا ''تذکرہ'' میں بہت ہی زور و شور سے مولانا موصوف نے امت کو ان کی کتب کی طرف مراجعت کی دعوت دی۔یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ کی یہ آواز وپکار رنگ لائی اس کے بعد کئی قابل قدر وگرامی علمائے کرام ودانشوران قوم وملت ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تصانیف کا صحیح مقام ومرتبہ پہچان پائے اور غلام رسول مہر جیسے لوگوں نے مذکورہ بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔

(دیکھئے: سوانح امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ از غلام رسول مہر)

مولانا آزاد کا قوم سے خطاب:

ا۔ مولانا آزاد نے قوم کو خطاب کر کے لکھا تھا کہ: ''شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تصانیف دل وروح کی جملہ بیماریوں کے لئے ایک ہی نسخہ شفاء ہے اور یہ نسخہ شک وریب کے سہارے دکھوں کا ایک ہی علاج ہے، مصنفات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مطالعہ یقین کی حلاوت بخشتا ہے اور ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔علی الخصوص آج کل مسلمانوں میں جس فتنہ عقائد نے سر اُٹھایا ہے اس کے لحاظ سے تو معارف ابن تیمیہ سے بڑھ کر کوئی اور چیز مطلوب و مقصود نہیں۔البتہ ضرورت بہت کچھ اضافہ مطالب وتفصیل اجمال وتوضیح اشارات وضبط وتالیف واشاعت وانتشار کی ہے اوراس کا بہترین محل وموقع امام بن تیمیہ رحمہ اللہ اوران کے اصحاب وتلامذہ کی سیرت وسوانح عمری میں مل سکتا ہے''

(ص:۲۲۲)

ان سطروں کے بعد مولانا نے لکھا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اس ضمن میں کچھ کام کروں گا لیکن تقدیر نے مہلت نہ دی یہ مہتم بالشان کام بھی مولانا کے دوسرے پروگراموں کی طرح ادھورا اور نامکمل خواب ہی رہ گیا۔''وما تشاء ون الا ان یشاء اللّٰہ''

۲۔ ''تذکرہ'' ہی میں مولانا آزاد نے دوسری جگہ لکھا ہے کہ ''سچ تو یہ ہے کہ متأخرین میں یہ فضیلت صرف اللہ تعالیٰ نے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اوران کے ارشد تلامذہ میں ابن القیم کے لئے مخصوص کردی تھی کہ حقائق ومعارف کتاب وسنت کے جمال حقیقی کو بے نقاب کردیں موجودہ زمانے میں سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ان حقیق مصلحین کے فہم ودرس کے لئے کھول دے کیونکہ کہ ان کا نورعلم مشکوٰۃ نبوت سے براہ راست مستنیر تھا''

۳۔ اسی طرح سے مولانا آزاد نے ''تذکرہ'' میں متعدد علمائے سلف وافاصل متقدمین کا قول خودان کی زبانی نقل کیا ہے کہ ''جب اللہ نے ان پر احسان کیا اور امام ابن تیمیہ کی مؤلفات کے مطالعے کی توفیق بخشی توان کی ہر بات عقل سلیم کے مطابق پائی اور شک وریب کے وہ تمام پردے اُٹھ گئے جو متکلمین کی قیل وقال نے ان کی بصیرت پر ڈال دیئے تھے'' (ص:۲۲۲)

۴۔ اس کے آگے مولانا مزید لکھتے ہیں کہ: ''اگر کسی شخص کو اس بات کی صحت میں شک ہو تو امام موصوف کی مؤلفات آج بھی موجود ہیں حسد وتعصب سے خالی ہوکران کا مطالعہ کرے ہم کہتے ہیں کہ واللہ وہ حق ویقین اور طمانیت قلب کو پالے گا اور دلائل واضحہ وبراہین قاطعہ کا عروۃ الوثقیٰ اس کے ہاتھوں میں ہوگا'' (ص:۲۲۳)

مؤلفات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی امتیازی خصوصیات:

بقول شخصے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مجددانہ طرز تحریر کا اندازہ عربی داں اور اہل بصیرت حضرات ہی کر سکتے ہیں جس انداز سے کسی بھی موضوع پر وہ قلم اُٹھاتے ہیں وہ انہی کا خاص حصّہ ہے۔امام صاحب کا منہج یہ ہے کہ آپ ہر موضوع کے تعلق سے قرآنی آیات بعدہ احادیث نبویہ پھر اقوال صحابہ وتابعین کا متواتر ذکر کرتے ہیں پھر جمہور امت کے فقہی مسائل کا تذکرہ فرماتے ہیں، کبھی کبھی محل استشہاد واستدلال کو ثابت کرتے کرتے آپ کے نوک قلم پر عربی اشعار بھی آجاتے ہیں، نحوی مباحث بھی چھڑ جاتے ہیں، کبھی کبھی علم طب کی طرف عنان بحث مڑ جاتی ہے۔آپ کا قلم چونکہ کافی سیّال واقع ہوا ہے۔آپ کافی زودنویس تھے بہت ہی تھوڑی نشست میں مختصر سے مختصر اور عمدہ سے عمدہ کتاب لکھ دیتے تھے۔کسی بھی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو مباحث کا سیل بے کراں آجاتا ہے اور ایسی وارفتگی وشگفتگی میں لکھتے ہیں کہ بسا اوقات مضامین کی ترتیب برقرار نہیں رہ پاتی ،عنان قلم ڈھیلا چھوڑ دیتے ہیں کئی مباحث پر کلام کرکے پھر اصل موضوع پر لوٹتے ہیں، درمیان بحث اپنے تجربات ومشاہدات کا تذکرہ بھی فرماتے ہیں، مخالفین کا ذکر بھی حدادب میں کرتے ہیں اوراس کے لئے بدظنی کے بجائے دعائے ہدایت کرتے ہیں، مسائل کے استفسار کا

جواب عموماً تفصیلی انداز میں دیتے ہیں اور یوں ایک کتاب تیار ہوجاتی ہے۔ مجموع الفتاویٰ،عقیدۂ واسطیہ ،عقیدۂ حمویہ وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔اس وقت جو کتب ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اردو تراجم بازار میں دستیاب ہیں اردو سطور کا عربی متن سے موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ترجمانی تو ہوگئی مگر اصل متن کی حلاوت سے انصاف نہیں ہوسکا کہاں ان کی دلکش تحریر کہاں ہماری شکستہ و بے ربط وضبط تحریر، کبھی کبھی اندیشہ ہوتا ہے کہ ان کے کلام کی تحقیر نہ ہوجائے اورابن تیمیہ رحمہ اللہ کی روح شرمسار نہ ہو کیونکہ ان کی تحریر محض دماغی افکار کی آمدو بہاؤ کا نتیجہ نہیں بلکہ انشراح صدر سے تعلق رکھتی ہیں۔

کرنے کا کام:

کسی زمانے میں امام ذہبی رحم اللہ نے لکھا تھا کہ ''ابن تیمیہ نے خالص سنت اور راہ سلفیت کی حمایت کی اور اس کے لئے ایسی دلیلوں ومقدموں سے احتجاج کیا جو ان سے پہلے کسی سے بھی بن نہ آئے تھے تو یہ محض مدّاحی نہیں بلکہ یہ تعریفی تزکیہ تمام محبان ابن تیمیہ اور سالکین راہ سلفیت کے لئے اس اعتبار سے ایک جاوداں نمونہ اور دعوت حرکت و عمل ہے کہ آج بھی ہمارے لئے کرنے کا کام یہی ہے کہ خالص سنت وٹھوس منہج کتاب وسنت کی حمایت کی جائے مضبوط دلائل ومقدمات کے پرزور اسلحوں کے ساتھ جرأت دعوت وعزیمت کے جذبات سے سرشار ہوکر اندرونی سطح پر مبتدعین زمانہ ومقلدین سے اور خارجی سطح پر اعدائے اسلام سے نبردآزمائی کی جائے اور ان کے افکار ونظریات و دلائل کے تار پود بکھیر دئے جائیں۔وقت کی پکار ہے کہ موجودہ زمانے میں تصنیفات ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اشاعت پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔دردمندان ملت میں کچھ حضرات اس آواز پر لبیک کہہ کر اس کے لیے قربانی دیں تاکہ کاردعوت کا علم ودلائل کا نشاط نو ہو اور حیات تازہ مل سکے۔

۵۔ مولانا آزاد نے بھی قوم کو یہی دعوت دی تھی۔بقول مولانا آزاد بالخصوص موجودہ زمانے میں جبکہ ''**لعن آخرہ ھذہ الا مہ اولھا**'' کا معاملہ اپنی آخری حدتک پہنچ چکا ہے اور غرور بالعلم والعقل (کہ فی الاصل بدترین جہل و بے عقلی وزیغ نظر ہے)اوراہانت وتحقیر وتحمیق واستہزاء بالسلف کے جنون سے ہر تنگ ظرف،سفیہہ اور تہی دست مادّہ فروش سرگراں اور خیرہ دماغ ہے حد یہ ہے کہ احداث وغلمان وقت صحابہ رسول اور ائمہ وتابعین کے عقائد کو ایک طرح کی ابلہانہ نیکی وبیوقوفانہ ونافہمانہ اطاعت کیشی کہہ دینے تک میں باک نہیں رکھتے۔(صفحہ نمبر:۲۲۰)

۶۔ مزید آگے لکھتے ہیں''آج بھی جب کہ دانش فروشی کے نشہ باطل سے ہر نوخیز تکلم وکتاب سرگراں اور بضاعت مزجات عقل ورائے کی نمود نمائش سے ہر نو دولت تنگ ظرف،مخمور بالاخوانی ہائے لاف وگزاف اور''فتنہ ادّعاء علم مع

الجھل اور افتاء بغیر علم حتی ضلوا فاضلوا'' اور ''ظھور و بلوغ راس الشرور وآخر الفتن کہ اذا وسّد الأ مرالی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ'' سے عالم آشوبی ہائے وقت وہم عنان تسخیر قیامت کبریٰ وہم دوش اشراط ساعت عظمٰی ہے اور ''ضلالت و سفاہت لم وکم نسلم'' اور ''اعجاب کل ذی رائی برایۃ'' ٹھیک ٹھیک اپنی اس آخری حد تک پہنچ چکی ہے جس کی خبر اول روز ہی دے دی گئی تھی۔۔۔۔۔ دور فتن وفساد پھر اسی نقطے پر واپس آگیا ہے جہاں سے ہمیشہ جا کر واپس آتا رہتا ہے اور اس لئے تلبیسات وتشکیکات وتحریفات کے سارے فتنے بیک زماں وظرف جاگ اٹھے ہیں۔

جس طالب حق ویقین کو ہر طرف سے یاس وقنوط کا جواب مل چکا ہو اور جس کسی نے قطع طریق میں اپنے ہر رہنما کو خود گم کردہ راہ وعقل باختہ تلصص تشکیلات وتوسوس شبہات پایا ہو وہ آئے اور ائمہ حدیث واثر (بشمول ابن تیمیہ ضمناً) کے معارف وبراہین خالصہ کتاب وسنت کا مطالعہ کرے اور دیکھ لے کہ۔۔۔۔ سرچشمہ یقین وحکمت حاملین علوم نبویہ ہیں یا مقلدین وعبدۃ الطّواغبت یونان وفرنگ ہیں۔ (ص:۲۲۷)

'' یہی نہیں بلکہ تاویل الجاہلین، تحریف الغالین وانتحال المبطلین، شحاً مطاعاوھوی متبعا کے اس ناگفتہ بہ دور میں زندگی گزارنے کے لئے قول وفعل اور فکر وعمل میں توازن واعتدال پیدا کرنے کے لئے معارف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی متعدد زندہ زبانوں میں ترجمہ کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ دنیا معتدل راہ دین پر گامزن ہو سکے۔ بقول کسے'' کہ ابن تیمیہؒ کی یہاں فکری وعملی توازن واعتدال ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے شدید مخالفین کی قابل تعریف باتوں کو سراہتے ہیں، آئندہ صدیوں میں جو تحریکات اسلام واسلامی شخصیات عالمی سطح پر نمایاں ہوئیں ہیں۔ تقریباً ہر کسی کو ابن تیمیہ سے کم وبیش استفادہ کا موقع ملا اور وہ تحریکیں وشخصیات امام صاحب سے متأثر ہوئی ہیں، چونکہ ابن تیمیہ باوجود تمام کمال علمی وعملی معصوم نہ تھے لہٰذا ان کے بعض انفرادی آراء سے اختلاف ناگزیر ہے'' (ماہنامہ الصفا۔ستمبر، اکتوبر:۲۰۰۴)

اس دور پرفتن میں جب کہ شریعت سے لاعلمی کا مزاج عام ہو چکا ہے، مذاہب متفرق ہیں جماعتیں بکھری پڑی ہیں، بدعات پھیل رہی ہیں، تقلید کا زور بڑھ رہا ہے، نظر واجتہاد بند کیا جا رہا ہے، خلافت اسلامیہ دم توڑ چکی ہے، مرکزیت واتحاد روبہ زوال ہے، اس عہد کے تاتاری پوری دنیا میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ مؤلفات ابن تیمیہ کے قارئین ومحبین کا یہ فرض ہے کہ وہ غور کریں کہ تقریباً ایسے ہی ظروف وحالات میں مجدد امت امام ابن تیمیہ نے کام کیا تھا اور آج ہم کو بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دعوت واصلاح کا یہ بیڑا اٹھانا ہے، یہ کام کرنا ہے، جب تک موجودہ دور میں مؤلفات ابن تیمیہ کی اہمیت کو تسلیم کرنے اور ان کی کتابوں سے استفادہ وتراجم کا ماحول نہیں بنایا جاتا اس وقت تک

یہ خیال کرنا کہ ''بدعتوں کا کلی خاتمہ ہوجائے، الحاد وتشکیک کا طوفان راہ سے ہٹ جائے، حقیقی توحید و رسالت کی اشاعت ہو، کفر ذلیل ہوا، مت مسلمہ کو خلافت و امارت ملے، علم حدیث وفقہ وتفسیر کو ان کا جائز ومناسب مقام حاصل ہو'' محض خیال خام ہی رہے گا، آج کے علمی وتحقیقی دور میں جب علوم کو تحقیقی زاویہ نگاہ سے پڑھا ولکھا جارہا ہے اہل حدیث حضرات کی نسل نو ابن تیمیہ کی حیات کی ہمہ گیریت وکتب ابن تیمیہ کی قیمت سے ناآشنا ہے، صرف علمی حلقوں میں ان کا نام محدود ہے، گویا علم ابن تیمیہ بحث ونظر کی مجالس میں اچھالنے کا ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے۔ یہ صورت حال قابل صد ہزار ماتم وحست ہے اس قدر طویل کلام وتحریر اچھی عادت نہیں لیکن غفلت کوشی ومطالعہ سے فرار کی فضاء میں یہ جو کچھ آ گیا اگر سودمند ہوتو از بس غنیمت ہے۔

امید کی کرن:

آج جو کچھ بھی ابن تیمیہ کے مصنفات عربی اور اردو میں ہندوپاک میں مطبوع ہیں وہ ہمارے شاہ صاحب، نواب صاحب اور مولانا آزاد جیسے بزرگوں کی تمناؤں کی تکمیل اور ان کے خوابوں کی تعبیر ہے، اس ضمن میں یہ بڑی خوش آئندہ امر بلکہ نیک فال ہے کہ ہندوستان میں الدارالسّلفیہ ممبئی، مکتبہ الفہیم مؤ ناتھ بھنجن، مکتبہ نوائے اسلام دہلی، الکتاب انٹرنیشنل دہلی، فردوس پبلی کیشن دہلی اور مکتبہ ترجمان دہلی وغیرہ سلفی اداروں سے بتدریج اور حسب توفیق مؤلفات ابن تیمیہ کے اردو تراجم، ان کے فتاوے کے تراجم اور مختلف موضوعات پر مسطور تحریریں منظر عام پر آرہی ہیں اور پاکستان میں ہماری علم کی حد تک مکتبہ الدارالسّلفیہ شیش محل روڈ لاہور اور الہلال بک ایجنسی وغیرہ نے بھی کتب ابن تیمیہ کی اشاعت عامہ کی خاطر کافی سرگرمی ودلچسپی کا مظاہرہ کیا اور عبدالرزاق ملیح آبادی کی تقریباً تمام ترجمہ کردہ کتب معمولی قیمت پر بازار علم میں دیدہ زیب طباعت کے ساتھ پھیلایا ہے۔ فجزاھم اللہ خیرالجزاء۔ حقیقت عبودیت، اصحاب صفہ، وجد وسماع، مجذوب، دلوں کی بیماریاں اور ان کا علاج، زیارۃ القبور، روضہ مقدس کی زیارت، الجواب الباہر فی زوار المقابر، راہ حق کے تقاضے، اولیاء حق و باطل، مسئلہ خیر وشر، تفسیر آیت کریمہ، ائمہ سلف اور اتباع سنت، جمعہ کی سنتیں، سیاست الٰہیہ وغیرہ معرکۃ الآراء وممتاز زمانہ کتب عربی زبان سے اردو کے قالب میں آکر ابن تیمیہ کی کتابوں کے قدر دانوں کی نگاہوں کا سرمہ اور سکون دل کا باعث بن رہی ہیں اور تحریک اہل حدیث کے ممتاز اکابرین متقدمین و متأخرین ہر ایک نے ان کی کتابوں سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق استفادہ کیا ہے اور استفادہ کررہے ہیں اور ہم سب کو کرنا چاہئے۔

بقیہ : صفحہ ۸ پر۔۔۔۔۔

احتجاجی مظاہرے جو تحریک بن گئے

ایم۔اے۔فاروقی

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۱۹۱۹ء میں ہندوستان میں انگریزوں نے ''رولٹ ایکٹ'' نافذ کیا، جس کا مقصد ظلم اور جبر کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو کچلنا تھا، ٹھیک سو سال کے بعد ۲۰۱۹ء میں برسر اقتدار پارٹی بی جے پی نے ''سی اے اے''، یعنی شہریت ترمیمی بل پاس کیا، جس کے بارے میں سیاست کے ماہرین اور سیکولر دانشوروں کا کہنا ہے کہ یہ بل آئین کے خلاف ہے اور ہندوستانی عوام کو نئی نئی مشکلات میں ڈالنے کا آغاز ہے۔

بدنام زمانہ سیاہ قانون ''رولٹ ایکٹ'' بنانے والے، درندگی اور بربریت کا ننگا ناچ ناچنے والے مٹی میں مل چکے ہیں، وہ قوم جو طاقت کے نشہ میں چور ہوکر جبر وتعدی کا طوفان اٹھائے ہوئے تھی، اسے بوریا بستر اٹھا کر راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔

یہ ''رولٹ ایکٹ'' کیا تھا، حقوق اور انصاف کی جنگ لڑنے والوں کو ''رولٹ ایکٹ'' کی کہانی ضرور جاننا چاہیے، تاکہ عزائم اور حوصلے جواں رہیں، یہ ''رولٹ ایکٹ'' تھا جس کی تباہیوں نے ہمارے اسلاف کے اندر قومی شعور پیدا کیا، حصول آزادی کی تڑپ پیدا کی، آزادی کے لیے لڑنے اور قربانیاں دینے کا جذبہ پیدا کیا، بندوقوں، سنگینوں اور آتشیں ہتھیاروں کے سامنے نہتے سینہ سپر ہوگئے، یہ ''رولٹ ایکٹ'' تھا، جس نے آج سے ایک صدی قبل کشمیر سے کنیا کماری تک غلامی کی زنجیروں کو توڑنے کی قوت پیدا کی، مزاحمت کی وہ چنگاری جو ۱۸۵۷ء کے بعد سینوں میں دفن ہوچکی تھی، شعلۂ جوالہ بننے کے لئے بے تاب ہوگئی، اس کالے قانون نے ہندو مسلمان کی دوریوں کا خاتمہ کردیا اور وہ باہم شیر وشکر ہوگئے۔

۲۱/مارچ ۱۹۱۹ء کو امپیریل لیجسلیٹیو (شاہی مقنّنہ) نے ایک قانون پاس کیا، جس کے تحت پورے ملک میں کسی بھی شخص کو بغیر ثبوت، بغیر عدالتی کارروائی اور مقدمہ کے انگریزی سرکار گرفتار کرکے جیل میں ٹھونس سکتی تھی، یہ قانون دراصل مجاہدین آزادی کو کچلنے اور تحریک آزادی کو ختم کرنے کے لیے بنایا گیا تھا، اس قانون نے پولیس کو لامحدود اختیارات دے دیئے کہ وہ سیاسی رہنماؤں سے جس طرح چاہیں نپٹیں، یہ قانون رولٹ کمیٹی کی

سفارش پر بنایا گیا تھا، کمیٹی کے سربراہ کا نام سرسڈنی رولٹ تھا اور اسی کے نام پر یہ قانون ''رولٹ ایکٹ'' مشہور ہوا۔

اس قانون کے دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد پہلی بار ہندوستانی عوام بے بسی اور بے چارگی کے خول سے باہر نکل آئی، حوادث کا ایسا طوفان اٹھا کہ ملک کے ہر شہر، ہر قریہ اور گاؤں میں تلاطم پیدا ہوگیا، ملکی سیاست نے کروٹ بدل لی، یہ قانون ایک ایسے انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوا، جس نے برٹش حکومت کی چولیں ہلا دیں، جس نے پولیس کی بے رحم لاٹھیوں کا خوف اور فوج کی گولیوں کا ڈر دلوں سے نکال دیا، ہندوستانی عوام جن کا تاب وتواں رخصت ہو چکا تھا، انگریزوں کے کسی بھی حکم کے خلاف لب ہلانے کی جرأت نہ تھی، ان کا غم وغصہ لاوے کی طرح ابل پڑا، یہ ہندوستانیوں کی خوش قسمتی تھی کہ گاندھی جی چار سال قبل ہی جنوبی افریقہ سے ہندوستان واپس آچکے تھے، وہ ۱۹۱۷ء میں چمپارن اور ۱۹۱۸ء میں کیرالہ میں کسانوں کے مسئلہ کو لے کر کامیاب مظاہرے کر چکے تھے۔ انہوں نے انگریزوں کے اس قانون کو ماننے سے انکار کردیا، مولانا آزاد پہلے ہی الہلال، البلاغ اور اپنی شعلہ بار تقریروں کے ذریعہ ہندوستانی سیاست میں نئی زندگی اور نئی روح پھونک چکے تھے، جس کی پاداش میں انھیں رانچی میں نظر بند کردیا گیا تھا۔

گاندھی جی نے اپنی تحریک کا آغاز ممبئی سے کیا انہوں نے انڈین نیشنل کانگریس کے رضا کاروں سے کہا کہ وہ گاؤں دیہاتوں میں پھیل جائیں کیونکہ ہندوستان کی روح وہیں بستی ہے، صبح چھ بجے اسنان کر کے بمبئی چوپاٹی پر ایک مندر کے سامنے بیٹھ گئے، لوگ آتے گئے اور ڈیڑھ لاکھ لوگوں سے زیادہ مجمع ہوگیا۔ انہوں نے ہندوستانیوں سے حلف لیا کہ وہ قسم کھائیں، خدا کو حاضر وناظر جان کر ہم ہندو مسلمان عہد کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ ایک ہی والدین کی اولاد کی طرح پیش آئیں گے، یہ کہ ہمارے بیچ کوئی فرق نہیں ہے یہ کہ کسی ایک کا دکھ درد سب کا دکھ درد ہوگا اور اسے دور کرنے میں سب مدد کریں گے، ہم ایک دوسرے کے مذہب اور مذہبی جذبات کا احترام کریں گے، اور مذہبی اعمال پورا کرنے میں کسی کی مخالفت نہیں کریں گے، ہم مذہب کے نام پر ایک دوسرے کے ساتھ تشدد کرنے سے سدا دور رہیں گے۔

اس کے بعد مظاہروں اور احتجاج کا دائرہ وسیع ہوتا گیا، ہندو مسلمان سب متحد ہو چکے تھے، ہر جگہ ہڑتالیں، دھرنے اور جلسے ہونے لگے اس وقت برٹش حکومت کے خلاف نعروں سے فضا گونج رہی تھی، آلات حرب وضرب سے لیس دولت انگلشیہ کے کارندے، پولیس اور فوج نہتے عوام پر ٹوٹ پڑی، لاٹھی چارج اور گولیوں کی بوچھار ان

کے حوصلے کو پست نہ کرسکی، انگریزوں نے قوم کے بڑے رہنماؤں کو آہنی سلاخوں کے پیچھے ٹھونس دیا، پنجاب میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ستیہ پال کو گرفتار کیا تو پنجاب امنڈ پڑا، احتجاج کے لیے لوگ جلیان والا باغ امرتسر میں جمع ہوئے۔

انگریزی فوج کے کمانڈر جنرل ڈائر کے حکم سے بے گناہ لوگوں پر گولیوں کی برسات کردی گئی، ڈائر اپنے وقت کا سب سے بڑا ظالم اور جابر شخص تھا، یہ ہندوستانیوں کو کتے بلی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا، پورے پنجاب میں آزادی کے متوالوں کے لیے عذاب تھا، ان کو اذیت دینے کے لیے خفیہ عقوبت خانے بنا رکھے تھے، ۱۹۲۷ء میں یہ شخص دنیا سے رخصت ہوا، اسے کبھی اپنے سیاہ اعمال پر پچھتاوا نہیں ہوا۔

جلیان والا باغ کا سانحہ ۱۳/اپریل ۱۹۱۹ء کو پیش آیا، اس قتل عام میں چار سو کے قریب لوگ مارے گئے جن میں بوڑھے بچے جوان اور عورتیں شامل تھیں، کیا اس ظلم وستم سے گھبرا کر لوگ گھروں میں دبک گئے؟ نہیں ہرگز نہیں، اس کے برعکس اس نے آگ میں گھی چھڑکنے کا کام کیا، آزادی کے لیے مسلم علماء نے دسمبر ۱۹۱۹ء میں جمعیت العلماء قائم کی جس نے کلکتہ کے اسٹیج سے عدم موالات کی تحریک چلائی، اسی درمیان ترکی خلیفہ سلطان عبدالحمید کی معزولی پر ہندوستانی مسلمانوں نے پرزور احتجاج کیا اور تحریک خلافت کی گونج ہر گلی کوچے میں سنائی دینے لگی، گاندھی جی نے کانگریسی رہنماؤں کے ساتھ ان تحریکوں کی پرزور حمایت کی اور پرامن عدم تعاون کی تحریک چلائی ،انگریزی حکومت اوران سے متعلقہ تعلیمی اور حکومتی اداروں کا بائیکاٹ کیا، بغیر کسی تشدد کے مظاہرے، مقاطعے اور احتجاج شباب پر تھے، یہ پہلا موقع تھا جب یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلباء اپنے تعلیمی اداروں کو چھوڑ کر سڑکوں پر نکل آئے۔

''رولٹ ایکٹ'' کے ردعمل میں رونما ہونے والے مظاہروں، احتجاج اور بائیکاٹ کو ہم تحریک عدم تعاون یعنی ''سول ڈس اوبیڈینس موومنٹ'' کے نام سے جانتے ہیں، یہ تحریک دو سال سے زیادہ مدت تک جاری رہی، چورا چوری گورکھپور میں ایک پرتشدد واقعہ پیش آ گیا، پولیس نے مظاہرین پر گولیاں اور لاٹھیاں برسائیں، عوام مشتعل ہوگئے اور ایک پولیس تھانہ کو جلا دیا، جس میں چوبیس سپاہی کام آ گئے، گاندھی جی کو سخت صدمہ پہنچا اور آپ نے تحریک واپس لے لی۔

انگریزوں نے ''رولٹ ایکٹ'' کو منسوخ کرنے سے انکار کر دیا، لیکن یہی ایکٹ ان کے گلے کی ہڈی بن گیا، ان کے ظلم وستم اور درندگی نے ہندوستانی عوام کے دلوں سے ڈر، خوف اور دہشت کو نوچ کر پھینک دیا، تحریک عدم

موالات نے انگریزوں کو احساس دلا دیا کہ اب وہ زیادہ عرصہ تک یہاں اپنی حکمرانی برقرار نہیں رکھ سکتے ہیں، گاندھی جی کے عدم تشدد کے نظریے کو دنیا بھر میں شہرت ملی، اسی نظریے کے بل بوتے انہوں نے اپنی زندگی کی سب سے کامیاب تحریک چلائی۔

آزادی سے قبل دو اور بڑے احتجاج ہوئے جن کا ہندوستان کی آزادی میں بہت اہم کردار رہا ہے، ''رولٹ ایکٹ'' کی ایک شق یہ بھی تھی کہ ہر دس سال پر آئینی اصلاحات کا جائزہ لینے کے لیے ایک کمیشن تشکیل دیا جائے گا، رولٹ کی وجہ سے ہندوستان میں برٹش حکومت کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی، جلد بازی میں انہوں نے آٹھ سال بعد ہی کمیشن بنا ڈالا، اس کا خاص مقصد ہندوستان میں آئینی اصلاحات کا جائزہ لینا اور ایسے قانون بنانا تھا جس سے حکومت کی گرفت مضبوط ہو سکے، اس کمیشن میں حکومت نے کسی ہندوستانی کو شامل نہیں کیا تھا، کمیشن کا سربراہ سر جان سائمن تھا ۱۹۲۸ء میں یہ ہندوستان آیا، جس شہر میں یہ گیا، عوام نے اس کا استقبال کالے جھنڈوں اور ''سائمن گو بیک'' کے نعروں سے کیا، احتجاج بڑھتا گیا، مظاہرے پھیلتے گئے، انگریزی حکومت نے اپنی طاقت کا بھرپور استعمال کیا، لاہور میں سائمن کی آمد ہوئی، مشہور قائد آزادی لالہ لاجپت رائے نے ایک پرامن جلوس کی قیادت کی، پولیس نے لاٹھی چارج کیا، لالہ جی کو اس قدر مارا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے، یہ ایک بہت بڑا سانحہ تھا، حکومت کی بربریت نے عوام میں آزادی کی لو اور تیز کر دی، آل انڈیا پارٹیز کی ایک متحدہ کانفرنس ہوئی، جس میں پنڈت جواہر لال نہرو کو ایک ایسا آئینی ڈھانچہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی جو تمام پارٹیوں یا کم از کم کانفرنس کے ممبران کے لیے قابل قبول ہو، جلد ہی اسے شائع کیا گیا جو ''نہرو رپورٹ'' کے نام سے معروف ہے، انگریزوں نے اس کے بعد مذاکرے کے لیے کئی گول میز کانفرنسیں لندن میں کیں، گول میز مذاکرے کے تین ادوار ہوئے پہلا ۱۹۳۰ء میں جس میں مسلم لیگ کے قائدین شامل ہوئے، دوسرے مذاکرے میں گاندھی جی شامل ہوئے، تیسرے میں کانگریس اور مسلم لیگ میں سے کسی نے شرکت نہیں کی، لندن میں منعقدہ یہ مذاکرے ناکام ہوئے، ۱۹۳۵ء میں برطانوی ہند کے لیے ایک قانون پاس ہوا جسے ''انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء'' کہا جاتا ہے، جس کے تحت ۱۹۳۷ء میں انتخابات ہوئے۔ سات صوبوں میں کانگریس اور چار صوبوں میں مسلم لیگ کامیاب ہوئی، وزارت کانگریس کی بنی۔

۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی برطانوی حکومت نے ہندوستانی رہنماؤں کے مشورے کے بغیر ہندوستانی افواج کو جنگ کے شعلوں میں جھونک دیا، احتجاجاً کانگریس نے وزارت تحلیل کر دی، کانگریس کا کہنا تھا کہ اگر برطانیہ آزادی کی بنیاد پر یہ جنگ لڑ رہا ہے تو اسے پہلے ہندوستان کو آزاد کرنا چاہیے، یاد رہے دوسری جنگ

عظیم میں جب جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کیا تو برطانیہ پولینڈ کی حمایت میں یہ کہہ کر جنگ میں کود پڑا کہ وہ دنیا کی قوموں کی آزادی کا حامی ہے اور اس آزادی کے لیے لڑنا اس کا قومی فریضہ ہے، بدلے ہوئے حالات میں برطانیہ کا لب ولہجہ بھی بدل گیا، ماضی میں ہندوستانیوں کے کسی بھی مطالبہ کے سامنے نہ جھکنے والی طاقت کے سر بدل گئے، اس نے لالچ دی کہ آپ جنگ میں ہماری حمایت کریں، جنگ کے بعد ہم ''انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء'' میں ہندوستانیوں کی مرضی کے مطابق ترمیم کریں گے، گاندھی جی نے جواب میں کہا: ''ہندوستانی کو روٹی چاہیے برطانیہ اسے پتھر دے رہا ہے''، برطانیہ اور ہندوستانی سیاست دانوں میں یہ تعطل ۱۹۴۲ء تک برقرار رہا، جسے دور کرنے کے لیے برطانیہ نے اسٹیفورڈ کرپس کو دلی بھیجا انہوں نے ہندوستانی قائدین سے جنگ میں حمایت مانگی، اس کے بدلے میں وعدہ کیا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد وہ کانسٹیوٹ اسمبلی، خودمختار حکومت مہیا کرائیں گے، سابق کی طرح یہ بھی پرفریب وعدہ تھا، گاندہی جی نے کہا ''یہ وعدے ایسے ہی ہیں جیسے کسی شخص کو گزری ہوئی تاریخ کا چیک دے دیا جائے،'' چنانچہ ''کرپس مشن'' بھی ناکام ہوگیا، اب کرو یا مرو کی منزل آ چکی تھی، ۹/اگست ۱۹۴۲ء کو گاندھی جی نے بمبئی سے ''انگریزو بھارت چھوڑو'' (کوئٹ انڈیا) کی تحریک کا آغاز کیا، دولت انگلشیہ نے کانگریس کے تمام بڑے لیڈروں کو گرفتار کرلیا، ان اسیران میں گاندھی جی، جواہر لال نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، ڈاکٹر سید محمود جیسے قدآور رہنما بھی تھے، سارے بڑے رہبرانِ قوم آہنی سلاخوں کے پیچھے تھے لیکن تحریک نے اپنی ڈگر پکڑ لی تھی، بغیر قائد کے یہ آگے بڑھتی رہی، آزادی کے لیے لوگوں کے جوش وخروش کو انگریزی سرکار ہرطرح کی طاقت استعمال کرنے کے باوجود نہ دبا سکی، ایک لاکھ لوگوں کو مار پیٹ کر جیلوں میں ٹھونس دیا گیا، سینکڑوں آدمیوں سے ان کی زندگیاں چھین لی گئیں۔

مسلم لیگ اس تحریک سے علاحدہ رہی، وہ انگریزوں کی سرپرستی میں ایک الگ ملک کی خواہاں تھی، اس نے بنگال اور سندھ میں ہندومہاسبھا کی حمایت سے حکومت سازی کرلی، بنگال میں شیاما پرشاد مکھرجی ان کے حمایتی تھے، بمبئی میں گروگولوالکر انگریزوں کا سپورٹ کررہے تھے، ان کے اس اقدام کی ممبئی سرکار نے کھلے دل سے تعریف کی۔

بالآخر ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا ملک آزاد تو ہوگیا، لیکن کسی کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ آزادی کی اتنی بڑی قیمت چکانی پڑے گی کہ ملک دو حصوں میں بٹ جائے گا، خوشیاں بھی ملیں تو لہولہان تھیں، منافرت کا ایسا سیلاب امنڈ پڑا کہ سب کچھ بہالے گیا۔

(چھٹی قسط)

علم عقیدہ کی چند اہم مصطلحات

عبیداللہ الباقی اُسلم

دنیا میں پائے جانے والے تمام مذاہب و ادیان، ہر ملل ونحل کے مصادر ہوا کرتے ہیں، مصادر ہی سے کسی بھی مذہب کی صحت و بطلان کی پرکھ ہوتی ہے، جہاں تک مذہب اسلام کی بات ہے تو اس کے دو ہی مصادر ہیں، اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت، اسی لئے اسلامی عقائد کی بنا انہی دونوں پر منحصر ہے، چنانچہ دینی وعقدی مسائل کے لئے کتاب وسنت کو اساسی مصادر تسلیم کرنا، ساتھ ہی اخذ واستنباط میں فہم سلف صالحین کا اعتبار کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ کتاب وسنت کے علاوہ ایسے بھی چند فرعی مصادر ہیں، جنہیں معرض استدلال میں استقلال تو حاصل نہیں ہے، مگر مسائل کی تائید وتقویت میں ان کا اہم کردار ہوا کرتا ہے۔

اسلامی عقیدہ کے اصلی مصادر: قرآن کریم اور سنت نبویہ

أولاً: قرآن کریم

قرآن کریم، یہ دستور حیات، منہج زندگی، رحمت وبرکت کا خزینہ، ارشاد وہدایت کا ذریعہ اور دلوں کی شفا ہے، جو دنیا کا سب سے عظیم کلام ہے، کیونکہ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔

قرآن کریم وہ مقدس کتاب ہے، جس نے ہر مسئلے کا حل پیش کیا ہے، لہٰذا اس کی اتباع ہر شخص پر واجب وضروری ہے، اس پر مندرجہ ذیل نصوص دلالت کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ﴾ ”تم پر تمہارے رب کی طرف سے جو (کتاب) نازل کی گئی ہے اس کی پیروی کرو، اور اس کے سوا اولیاء کی پیروی نہ کرو“[الاعراف:۳]

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ ”جو (حکم) آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ کے پاس آتا ہے اسی کی پیروی کریں، اس (پروردگار) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور

مشرکوں سے کنارہ کشی اختیار کریں" [الأنعام:١٠٦]

ثانیاً: سنت نبوی

سنت سے مراد: ہر وہ قول، یا فعل، یا تقریر جو نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت ہو۔

لہٰذا عقیدہ کے باب میں ہر اس امر کا اعتبار ہوگا جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو، اور اس پر مندرجہ ذیل نصوص دلالت کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ "اے (نبی ﷺ لوگوں سے) کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ (بھی) تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے" [سورة آل عمرن:٣١]

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾

"اور رسول (ﷺ) جو چیز تم کو دیں وہ لے لو، اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو" [الحشر: ٧]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ، فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ"، "جس چیز سے میں تم کو منع کروں اس سے دور رہو، اور جس چیز کا میں حکم دوں جتنا ہو سکے اسے انجام دو"

[صحيح البخاری:٧٢٨٨، وصحيح مسلم:١٣٣٧]

مذکورہ نصوص اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قرآن کریم وسنت نبوی ہی کو بحیثیت مصدر اولیت حاصل ہے، لہٰذا ہر طرح کے مسائل کے حل کے لئے انہی مصادر اصلیہ کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول صراحتاً دلالت کرتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرو، اور جو تم میں سے امراء (علماء اور اصحاب اقتدار) ہیں ان کی (بھی اطاعت کرو)، اور اگر کسی چیز میں تم میں اختلاف واقع ہو، تو اگر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور (اس کے) رسول (ﷺ کے حکم) کی طرف رجوع کرو" [النساء:٥٩]

عقیدہ کے باب میں صرف منہج سلف صالح کا اعتبار

نصوص شرعیہ کو سمجھنے، اور ان سے استنباط و استدلال کرنے میں منہج سلف صالحین، اور ان کے طریقہ کار کو اپنانا ضروری ہے، اس پر مندرجہ ذیل نصوص دلالت کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ ''مہاجرین اور انصار میں سے جن لوگوں نے سبقت کی (سب سے) پہلے (ایمان لائے)، اور جنہوں نے نیک کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا، اور وہ اس سے راضی ہوئے، اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اور ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے'' [التوبة:١٠٠]

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ ''اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے گا، اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے گا، تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے، اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے، اور وہ بری جگہ ہے'' [النساء:١١٥]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين وعضوا عليها بالنواجذ.'' ''میری سنت کو اور خلفائے راشدین کے طریقہ کار کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنا، اور اسے دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینا'' [جامع الترمذي:٢٦٧٦، وسنن أبي داود:٤٦٠٧، وسنن ابن ماجه:٤٢] شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے: [إرواء الغليل:٢٤٥٥]

یقیناً مذکورہ نصوص شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فہم سلف، ان کا منہج وطریقہ کار کو اپنانا مسلمانوں کی شان و پہچان ہے۔

آج ہمارے پاس قرآن محفوظ ہے، سنت نبویہ مدون ہے، اقوال سلف مرتب ہیں، اور ان کے طریقہ کار بھی مبین ہیں، مگر افسوس ہے کہ ہوس کے ٹھیکیداروں نے تاویل کے نام پر عقلی گھوڑے دوڑا کر تحریف وتعطیل کا سہارا لیا، جس کی وجہ سے طرح طرح کی بدعتیں معرض وجود میں آئیں...... کاش کہ منہج سلف کی طرف رجوع کیا جاتا!

منہج سلف کو اپنانا ایک مسلمان کے لئے کتنا ضروری ہے، ائمہ کرام کے ان اقوال سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''من كان مستنا فليستن بمن قد مات، فإن الحي لا تؤمن عليه الفتنة، أولئك أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم أبر هذه الأمة قلوباً وأعمقها علماً، وأقلها تكلفاً، قوم اختارهم الله بصحبة نبيه وإقامة دينه فاعرفوا لهم حقهم وفضلهم، فقد كانوا على الهدى المستقيم'' ''جو سنت کا متلاشی ہے وہ اپنے پُرکھوں کی سنت کو لازم پکڑے، کیونکہ جو زندہ ہیں ان پر فتنوں کے خطرات ہیں، وہ محمد ﷺ کے ساتھی ہیں، اس امت کے سب سے صاف وشفاف دل والے ہیں، گہرے علم کے مالک ہیں، تکلف سے عاری ہیں، وہ ایسی جماعت ہے جسے اللہ نے اپنے نبی کی صحبت کے لئے اختیار کیا تھا، اور اپنے دین کی سربلندی کے لئے انتخاب فرمایا تھا، تو ان کے حقوق وفضائل کو جانو، کیونکہ یہی لوگ راہ راست پر گامزن تھے'' [جامع بيان العلم وفضله:۹۷/۲]

۲۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **''سن رسول الله وولاة الأمور من بعده سننا، الأخذ بها تصديق لكتاب الله، واستكمال لطاعة الله تعالى، وقوة على دين الله، من اهتدى بها مهتدى، ومن استنصر منصور، ومن خالفها واتبع غير سبيل المؤمنين؛ ولاه الله ما تولى، وأصلاه جنهم وساء ت مصيرا''** ''اللہ کے رسول ﷺ اور ان کے بعد امراء نے چند طریقوں کو بیان فرمایا ہے، انہیں لازم پکڑنا (دراصل) اللہ کی کتاب کی تصدیق ہے، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی تکمیل ہے، اور اس کے دین کی قوت (کا سبب) ہے، جس نے بھی انہیں ہدایت کا ذریعہ سمجھا (وہ) راہ یاب ہوگیا، اور جس نے انہیں مدد کا باعث سمجھا (وہ) کامیاب ہو گیا، اور جنہوں نے اس روشن راہ کو چھوڑ کر غیروں کے دراوازے پر دستک دی، ان کی خبر خود اللہ ہی لے گا، اور ایسوں کو جہنم رسید کرے گا، جو نہایت ہی برا ٹھکانا ہے'' [الشريعة للآجري:ص:٤٦، و شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالکائی: ۹٤/۱]

امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ منجملہ ان علماء سلف میں سے ایک ہیں، جن کے اقوال منہج سلف کے التزام میں اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سلف کے ان موتیوں سے یہ بات روشن ہوگئی کہ منہج سلف کو اپنانے میں ہی ہر قسم کی بھلائی پنہاں ہے، اسی سے سعادت وکامیابی ممکن ہے، اور یہی وجہ کہ اہل السنہ والجماعہ اہل الحدیث نے اس کا التزام کیا ہے، اور اسی سے ان کے اور اہل بدعت کے درمیان فرق واضح ہوتا ہے۔

اسلامی عقیدہ کے فرعی مصادر: عقل اور فطرت

عقیدہ کے باب میں عقل وفطرت کوفرعی مصادر کی حیثیت حاصل ہے۔

لہٰذا جب تک عقل وفطرت کتاب وسنت سے معارض نہ ہوں، ان کا ایک خاص اعتبار ہے۔

أولاً: عقل

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس باب میں اہل السنہ والجماعہ اہل الحدیث کا منہج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اور وہ سرے سے معقولات صریحہ کا انکار کرتے ہی نہیں ہیں، بلکہ معقولات صریحہ سے حجت پکڑتے ہیں، جیسا کہ اس کی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے، اور اس پر دلالت کرتا ہے، غرض کہ تمام مطالب الٰہیہ پر قرآن عقلی دلائل، اور یقینی براہین سے دلالت کرتا ہے'' [الصفدية: ۲۹۵/۱]

بے شک شریعت اسلامیہ نے کوئی بھی ناممکن چیز کو ثابت نہیں کیا ہے، مگر کچھ ایسے امور ہیں جن کی وجہ سے عقل حیران رہ جاتی ہے، اور ان کے ادراک سے قاصر ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''ربوبیت والوہیت کی وحدانیت میں سے ہر ایک اگرچہ ضروری وبدیہی فطرت، اور نبوی الٰہی شریعت سے معلوم ہے، مگر وہ (شریعت میں) پیش کردہ مثالوں سے بھی معلوم ہے، جو (درحقیقت) عقلی قیاس ہیں'' [مجموع الفتاوى: ۳۷/۲]

عقیدہ کے باب میں عقلی دلائل کا اعتبار

اسلامی عقیدہ میں عقلی دلائل کا اعتبار ہے، مگر عقل کوئی مستقل مصدر نہیں ہے، بلکہ تائید وتقویت کے طور پر عقلی دلائل پیش کئے جاتے ہیں، جن کی مثالیں کتاب وسنت میں بھری پڑی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلٰى أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا﴾ '' کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے (لوگوں کو) پیدا کر دے، اور اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس میں کوئی شک نہیں، تو ظالموں نے انکار کرنے کے سوا (اسے) قبول نہ کیا'' [الإسراء: ۹۹]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ﴾ ''بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے، کیوں نہیں، اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا اور علم والا ہے'' [یس: ۸۱]

عقل صریح نقل صحیح سے متعارض نہیں

عقل صریح نقل صحیح سے متعارض نہیں ہوسکتی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کتاب وسنت اور اجماع امت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو عقل صریح کے مخالف ہو، کیونکہ جو عقل صریح کا مخالف ہے وہ باطل ہے، اور کتاب وسنت اور اجماع میں کچھ بھی باطل نہیں ہے، ہاں مگر ان میں کچھ ایسے الفاظ ہیں جنہیں بعض لوگ بسا اوقات سمجھ نہیں پاتے ہیں، یا ان سے باطل (مطلب) سمجھ بیٹھتے ہیں، لہٰذا (یہ نا سمجھی) کی آفت کتاب وسنت کی طرف سے نہیں ہے بلکہ انہی کی طرف سے ہے''[مجموع الفتاوی: ۴۹۰/۱۱]

عقلی دلائل جو شرعی دلائل سے متعارض ہوں

اگر شرعی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل متعارض ہوں تو وہ قابل قبول نہیں ہیں۔

عقل کے ذریعہ نقل کا معارضہ ہو تو اس کا کتنا خطرناک انجام ہوسکتا ہے، اس کا اندازہ ائمہ کرام کے اقوال سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا...... ''جب بھی ایسا شخص آیا جو دوسرے سے زیادہ جھگڑالو ہو، تو اس نے اس چیز کو رد کیا جسے جبرئیل (علیہ السلام) نے محمد ﷺ پر اتارا تھا''[شرح اعتقاد أهل السنة والجماعة: ۱۴۴/۱]

۲۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر وہ چیز جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مخالف ہو، وہ مسقوط ہے۔''[الأم: ۱۹۳/۲]

۳۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) اور جنہوں نے اچھائی کے ساتھ ان کی اتباع، ان کے درمیان یہ متفقہ اصول رہا ہے کہ کسی ایسے شخص کی بات ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتی جس نے اپنی رائے، اپنے ذوق، اپنی عقل، اپنے قیاس، یا اپنے وجد کے ذریعہ قرآن سے معارضہ کیا ہو''[مجموع الفتاوی: ۲۸/۱۳]

ثانیاً: فطرت

اس سے مراد وہ: علم ہے جو انسانوں کے دلوں میں جاں گزیں ہے، جس کے ذریعہ خیر وبھلائی کی معرفت اور اس کی محبت، شر وبرائی کی معرفت اور اس کی کراہت جیسے امور حاصل ہوتے ہیں...... اور اس کا اصل منبع، وحقیقی معیار توحید وایمان ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ﴾ ''اور لیکن اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو محبوب بنا

دیا، اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا، اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کردیا، یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں‘‘ [الحجرات:۷]

اسی فطری علم سے انسان اپنے رب کی معرفت حاصل کرتا ہے، جو دراصل انسانی دلوں میں اس طرح رچا بسا ہے کہ کبھی بھی اور کسی بھی مؤثرات سے نہ متأثر ہوسکتا ہے، اور نہ ہی کسی بھی صورت میں زائل ہوسکتا ہے۔

اسی لئے فطرت سلیمہ کو بھی عقیدہ باب میں فرعی مصدر کی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ صحیح اور سلیم الفطرت انسان کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار نہیں کرسکتا ہے، رب کا فرمان ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَالِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ’’پس آپ یکسو ہوکر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کردیں، اللہ کی فطرت کو جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو)، اللہ کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں‘‘ [الروم:۳۰]

نوٹ: مبادئ علم ربوبیت کے مباحث میں ان شاء اللہ فطرت پر تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

مسائل اعتقاد کے چند قواعد استدلال:

۱۔ کتاب وسنت کے تمام نصوص پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ کتاب وسنت کے احکام دلائل ومسائل پر قائم ہیں۔

۳۔ اصول دین میں کوئی نسخ واقع نہیں ہوا ہے۔

۴۔ اختلاف کی صورت میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

۵۔ کتاب وسنت کے نصوص کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے۔

۶۔ نقل اور عقل کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے۔

۷۔ نصوص کے ظاہری معانی شارع کی مراد کے مطابق ہیں۔

۸۔ نصوص کے ظاہری مفاہیم مخاطبین کے لئے واضح ہیں۔

۹۔ متشابہ پر ایمان رکھنا اور محکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۱۰۔ کتاب وسنت کے نصوص کو سمجھنے کے لئے فہم سلف صالح حجت ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں: منہج الاستدلال علی مسائل الاعتقاد عند أہل السنۃ والجماعۃ، ص:۲۲۳-۵۲۳)

کچھ خود نہیں کرتے تو............

ابوسفیان ہلالی

انسان واقعتاً بے صبرا پیدا کیا گیا ہے، اللہ نے انسان کو ''ظَلُوماً جَھُولاً'' اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والا کہا ہے، انسان سرکش ہے، متکبر اور انا پرست ہے، خودی میں مست رہنے والی مخلوق ہے، اپنے فائدے کے آگے کسی دوسرے کا فائدہ نہیں سوچتا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس کے اندر اچھائیاں نہیں ہیں، انسان بلند اخلاق کا حامل بھی ہوتا ہے، عادل اور منصف بھی ہوتا ہے، مطیع ومنقاد بھی ہوتا ہے نیز اس کے اندر اور بہت سی دوسری خوبیاں بھی ہوتی ہیں، مگر آج ہم گفتگو کر رہے ہیں ان انسانوں کے تعلق سے جو انسان تو بے شک ہیں لیکن انسان ہو کر بھی انسانوں کی اور ان کی خدمات کی قدر نہیں کرتے ہیں، جو خود تو کچھ اچھا نہیں کرتے ہیں لیکن اگر کوئی اچھا کرتا ہے تو یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے اندر اُن اچھا کرنے والوں کے تئیں رقابت اور حسد کا دھواں سلگ رہا ہوتا ہے، جو دوسروں کی اچھائیوں کو برداشت نہیں کرتے ہیں، اور اگر کسی طرح برداشت کر بھی لیں تو کھلے دل سے ان کا اعتراف نہیں کرتے اور نہ ہی اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں بلکہ ان کے کاموں میں نکتہ چینی اور تنقید ہی کو مقدم رکھتے ہیں، ان کی نگاہ صرف اسی چیز پر جا کر ٹکتی ہے جہاں ذرا سی خامی یا کمی رہ جاتی ہے بالکل اس مکھی کی طرح جو تمام اچھی چیزوں کو چھوڑ کر سب سے پہلے گندگی ہی کی طرف اپنا رخ کرتی ہے، یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو صرف اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ کب اور کہاں موقع ملے کہ میں کسی کے سامنے، کسی کے مضمون پر یا کسی کی باتوں پر تنقید کر دوں یا اس میں کچھ خامیاں نکال کر لوگوں پر اپنی صلاحیت کی دھاک بٹھا دوں۔

میں ایسے چند لوگوں کو بہت قریب سے جانتا ہوں جن کا پیشہ ہی یہی ہے اور وہ اسی چیز کا کاروبار کرتے ہیں، یقیناً آپ بھی کچھ ایسے لوگوں کو جانتے ہوں گے، حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ انسان کسی کے بھی کاموں کا کھلے دل سے اعتراف کرے، اچھا کرنے والوں کا حوصلہ بڑھائے، اپنی ذات یا مال سے آگے بڑھ کر ایسے لوگوں کی مدد کرے اور ان کے قدم سے قدم ملا کر چلنے کی کوشش کرے اور اگر کہیں کوئی قابلِ اعتراض چیز نظر بھی آئے تو اسے نظر انداز کر دینا چاہئے یا پیار اور محبت کی زبان میں اس غلطی کی نشاندہی کر دے یا اسے مزید بہتر بنانے کا مشورہ دے دے یا خود ہی بتا

دے کہ یہ اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہوتا تو زیادہ بہتر ہوتا، لیکن آج کل یہ چیز ہمارے معاشرے سے بالکل ختم ہونے کی دہلیز پر ہے، ہمارے سماج میں تنقید اور نکتہ چینی کرنے والے تو بہت ہیں لیکن غلطی کی اصلاح کیسے کی جائے یہ بتانے والے دور دور تک نظر نہیں آتے، جبکہ ایسا بالکل نہیں ہونا چاہئے، بالکل اس طرح کہ ایک ایسا بندہ جسے کچھ نہ آتا ہو لیکن پھر بھی وہ رب کے حضور رکوع وسجدے کرتا ہے تو اللہ یہ نہیں کہتا کہ تو نے کچھ نہیں پڑھا اس لئے تیری نماز قبول نہیں کی جائے گی، چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر توجہ نہیں دیتا، کیوں؟ کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس کا آغاز ہے، دھیرے دھیرے سیکھ جائے گا۔

اگر ہم خود کچھ نہیں کرتے ہیں تو دوسروں کی خامیوں یا کوتاہیوں پر نگاہ نہ رکھیں، خاموشی کو لازم پکڑیں کہ یہ بھی ایک اچھی چیز ہے اور حدیث رسول کی روشنی میں خاموشی میں ہی نجات ہے خود انسان کی اپنی ذات کے لئے بھی فائدے مند ہے اور سماج کے لئے بھی، جو انسان کچھ اچھا کر رہا ہے اسے کرنے دیں، خامیوں یا کمیوں پر نگاہ ٹکا کر نہ رکھیں ہاں اگر واقعی کوئی نمایاں غلطی ہے، کوئی ایسی بات ہے جس سے انسان کے عقیدے پر، اس کی ذات پر، اس کے ایمان پر، اس کے وطن پر، اس کے دین پر یا اس کے اخلاق پر حرف آ سکتا ہے، دین کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے تو آپ ٹوکیں اور ضرور ٹوکیں، بالکل اعتراض کریں، اس غلطی پر اسے ضرور متنبہ کریں مگر پیار، محبت اور نرمی کے ساتھ، آپ کے رویے یا الفاظ سے ایسا نہ لگے کہ آپ اسے سمجھانے کی بجائے ڈانٹنے کا کام کر رہے ہیں لیکن اگر لفظی غلطی ہو، جملے اور مفہوم پر فرق نہ آتا ہو تو اپنی زبان اور قلم کو کنٹرول میں رکھیں، جو کر رہا ہے اسے اپنا کام کرنے دیں، ورنہ میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ کتنی ہی صلاحیتیں صرف اس وجہ سے برباد ہو گئیں کہ دوسروں کے بے جا اعتراضات نے انہیں دلبر داشتہ کرنا شروع کر دیا تھا، کتنی جانیں صرف اس وجہ سے ہلاک ہو گئیں کہ اس کی کلاس یا سماج کے لوگ اسے کسی چیز کا طعنہ دیتے ہیں، اسے غلط ناموں یا القاب سے پکارتے تھے۔

یاد رکھیں کہ ہم اگر کسی کے کام پر اس کی تعریف نہیں کر سکتے ہیں تو ہمیں اس کے کام پر اعتراض کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ کسی کا مضمون پڑھنے، کام دیکھنے اور بات سننے کے بعد اگر ضمیر گوارا کرے تو قبول کر لیں، ہضم کر سکتے ہوں تو کر لیں ورنہ ڈکار لے کر بلا وجہ کسی کو ڈرانے کی کوشش نہ کریں۔ بس بات اتنی سی ہے کہ: ’’کچھ خود نہیں کرتے تو چپ کیوں نہیں رہتے‘‘۔

☆☆☆

(قسط اول)

معجزات وکرامات کی شرعی حیثیت

عبدالکریم رواب علی سنابلی

دورحاضر میں جس طرح کرامات وکرتب کے نام پر کاہنوں، جادوگروں اور شعبدہ بازوں نے نادان، جاہل اور سادہ لوح عوام کواپنے دجل وفریب کے کاروبار میں پھنسا کے رکھا ہوا ہے ضرورت ہے کہ رحمانی وشیطانی کرامت اور معجزات کے درمیان فرق وامتیاز کی وضاحت کی جائے اور معجزات وکرامات اولیاء کرام کے شروط وضوابط کو قرآن واحادیث اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا جائے۔

معجزہ کی لغوی تعریف: ''أعجز یعجز اعجازاً'' سے مشتق ہے، اسم فاعل مونث کا صیغہ ہے، اس کا فعل ماضی ''أعجز'' ہے جس کا معنی ہے ''بے بس کردینا، عاجز کردینا۔[قاموس، المعجم الوسیط]

معجزہ کی شرعی تعریف: ''المعجزۃ أمر خارق یجریه اللّٰه علیٰ ایدی الانبیاء والمرسلین تائیدا لهم وتحد یالأقوامهم'' ''معجزہ ایک خلاف عادت امر ہے جس کا ظہور اللہ تعالیٰ انبیاء ورسل کے ہاتھوں ان کی تائید اوران کی قوموں کو چیلنج کرنے کی خاطر کرتا ہے'' [فتاویٰ ابن تیمیة: ج:۱۱، ص:۳۱۱، ۳۱۲]

کرامت کی لغوی تعریف: '' کرم یکرم کرماً وکرامة'' مشتق ہے، مصدر ہے۔ جس کا معنی دلی خوشی، عزت نفس ہے، اللؤم کا متضاد ہے۔[المعجم الوسیط]

کرامت کی شرعی تعریف: ''الکرامة أمر خارق للعادۃ یجربه اللّٰه تعالیٰ علیٰ ید ولی تائیداله أو اعانة أمر تثبیتاً أو نصراً للدین'' ''کرامت ایک خلاف عادت امر ہے جس کا ظہور اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھوں کرتا ہے اس سے مقصد اس کی تائید یا دین کی تائید کرنا ہوتا ہے''

دنیا میں خلافِ عادات (خوارق عادات) امور کا ظہور تین طرح سے ہوتا ہے:

۱۔ انبیاء کے معجزات کے طور پر

۲۔ اولیاءاللہ کی کرامات کے طور پر

۳۔ یا کاہن و جادوگر کی کارستانی کے طور پر

معجزات : دراصل اس کا ظہور انبیاء کے ہاتھوں ہوتا ہے جس کا سلسلہ خاتم الانبیاء محمد ﷺ کے ساتھ منقطع ہوگیا۔ اب تا قیامت معجزات کا ظہور ناممکن ہے، معجزہ کا ظہور اس بات کا مصداق ہوتا ہے کہ نبی اپنے دعوۂ نبوت میں سچا ہے۔ جس تعلیم کو پیش کرتا ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ معجزہ ایک کھلا ہوا ابدی چیلنج ہوتا ہے جسے قیامت تک انس و جن پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اس کا ظہور مخلوق کی ہدایت اور حجت کی خاطر ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے معجزہ کی دو قسمیں بتائی ہیں:

۱۔ **معجزات کبریٰ**: ایسے معجزات جو نبی کی صداقت کی نشانیاں ہوتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اپنے مشن و پیغام میں سچا ہے۔ جیسے چاند کا دو ٹکڑا ہونا، قرآن مجید، موسیٰ کی لاٹھی کا سانپ بن جانا اور حضرت صالح کی اونٹنی وغیرہ۔

۲۔ **معجزات صغریٰ**: دیگر خوارقِ عادات امور کا ظہور جو ایک عام انسان کی طاقت میں نہیں ہوتے ہیں، کرامات اولیاء کسی حد تک معجزات صغریٰ سے ملتے ہیں جیسے تکثیر الطعام کھانے کا زیادہ ہو جانا وغیرہ۔

کرامات : کرامات کا ظہور اللہ کے نیک و صالح بندوں کے ہاتھوں ہوتا ہے، اس سے مقصد اولیاء اللہ کے ایمان کو تقویت بخشنا، انہیں ثابت قدم رکھنا یا مشکل حالات میں ان کی مدد کرنا وغیرہ۔

بہر حال معجزات و کرامات میں کچھ بنیادی فرق ہے جس کو سمجھنا ضروری ہے۔

معجزات و کرامات میں فرق:

۱۔ خارق عادت امر کا ظہور جو انبیاء کے ہاتھوں ہوتا ہے اسے معجزہ کہتے ہیں لیکن جن امور کا ظہور اولیاء اللہ کے ہاتھوں ہوتا ہے اسے کرامت کہتے ہیں۔

۲۔ صاحب معجزات (انبیاء) معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں جبکہ صاحبِ کرامات (اولیاء) معصوم عن الخطاء نہیں ہوتے ہیں۔

۳۔ معجزات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ حجت قائم کرتا ہے کہ نبی کا مشن سچا ہے اور لوگوں کے لئے ایک چیلنج ہوتا ہے جبکہ کرامات اس کے برعکس ہے۔

۴۔ معجزات میں چیلنج شامل ہوتا ہے جسے پیش کرنے سے دنیا قاصر ہوتی ہے، اور صاحبِ معجزات نبوت کا دعویدار

ہوتا ہے جبکہ کرامات میں چیلنج یا دعوۂ نبوت شامل نہیں ہوتا ہے۔

۵۔ معجزات کا سلسلہ خاتم الانبیاء محمد ﷺ کے ساتھ منقطع ہو گیا جبکہ کرامات کا سلسلہ روز قیامت تک باقی رہے گا۔

۶۔ معجزات اس بات پر غمّاز ہوتے ہیں کہ انبیاء اپنے دعوتی مشن میں سچے ہیں اور اللہ کی طرف سے مبعوث کردہ ہیں اور کرامات اس بات پر دال ہیں کہ ولی اللہ جس نبی کی اتباع کر رہا ہے وہ نبی سچا ہے اور اس کی تعلیمات برحق ہیں۔

۷۔ صاحب کرامات اپنے اعمال وافعال میں بسا اوقات غلط ہوسکتا ہے چونکہ وہ اپنے اقوال وافعال میں مجتہد ہوتا ہے جبکہ صاحب معجزات اللہ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے لہٰذا کرامت ولایت پر دال ہے لیکن معصومیت پر نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فرمایا: "**وکرامات الصالحین تدل علٰی صحة الدین الذی جاء به الرسول ولا تدل علٰی ان الولی معصوم ولا علیٰ انه یجب طاعته فی کل ما یقوله**" "ولی اللہ کی کرامت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ نبی جو دین لے کر آئے ہیں وہ دین سچا ہے۔ کرامت اس بات پر دلالت نہیں کرتی ہے کہ ولی اللہ معصوم ہے اور نہ ہی اس بات پر غماز ہے کہ ولی کی ہر بات قابل اطاعت ہے" [النبوات لابن تیمیة]

۸۔ مطلق طور پر صاحبِ معجزات (نبی) کی اطاعت لازم ہے جبکہ صاحب کرامات (ولی) کی اطاعت لازم نہیں ہے۔

۹۔ کرامات کا ظہور خود صاحبِ کرامات کے ایمان کو تقویت دیتا ہے اور بسا اوقات اس کا ظہور ولی اللہ کو مشکل حالات سے نکالنے کے لئے ہوتا ہے جبکہ معجزات کا ظہور انبیاء کے ایمان کو تقویت دینے کی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد لوگوں پر حجت قائم کرنے کی غرض سے ہوتا ہے۔

۱۰۔ کرامات کا ظہور ولی اللہ کی ضرورت کے پیش نظر ہوتا ہے برخلاف معجزات کے چونکہ اس کا ظہور مخلوق کی ہدایت کی خاطر ہوتا ہے۔

۱۱۔ کرامت کا حصول استقامتِ دین اور اتباع نبی سے ہوتا ہے۔ گویا کرامت کا ظہور ہوتا ہی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی سچا ہے۔

معجزہ و کرامت کے بارے میں معتزلہ و اشعریہ کا موقف:

ایک جماعت کا رجحان ہے کہ خلافِ عادت امر کا ظہور صرف انبیاء کے ہاتھوں ہوتا ہے، لہٰذا اس جماعت نے کرامات اولیاء کا سرے سے انکار کیا ہے اور اس کے وجود کے منکر ہیں۔ (معتزلہ کی اکثریت اور دیگر لوگوں کا یہ

موقف ہے جیسے ابومحمد بن حزم وغیرہ)

معتزلہ کا یہ خیال باطل ہے اور خلافِ سنت ہے۔ بے شمار ایسی مثالیں احادیثِ نبویہ سے ملتی ہیں جو کراماتِ اولیاء کو ثابت کرتی ہیں۔ اور قرآنِ مجید میں بھی بہت ساری ایسی آیات ہیں جو اولیاء اللہ کی کرامات ونوازشات کو بتاتی ہیں۔(اس کا تذکرہ آگے آئے گا)

دوسری جماعت کا نظریہ ہے کہ خلافِ عادت امور کا واقع ہونا مطلق ہے، یہ انبیاء کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس کا ظہور صالحین، جادوگر اور کاہن سے بھی ہوسکتا ہے۔ اس جماعت کے نزدیک کراماتِ اولیاء کا وجود ہے لیکن کرامات و معجزات اور شیطانی کرتب میں کوئی فرق نہیں ہے۔(اشاعرہ کا رجحان ہے)

ان کا نظریہ ہے کہ جن خوارقِ عادات امور کا ظہور انبیاء کے ساتھ پیش آئے ہیں وہ تمام واقعات اولیاء کے ساتھ بھی ہوسکتے ہیں۔ جیسے معراج محمد ﷺ ،موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کا پھٹنا یا صالح علیہ السلام کی اونٹنی وغیرہ۔ ایسے ہی انہوں نے معجزہ اور جادو میں کوئی معقول فرق نہیں کیا ہے بلکہ ان کا زعم ہے کہ تمام معجزات جو انبیاء کے ساتھ رونما ہوئے ہیں اسے ایک جادوگر بھی پیش کرسکتا ہے اور مزید کہا ہے کہ اگر فرق ہے تو صرف دعوۂ نبوت کا ہے۔(کتاب النبوات۔لشیخ الاسلام ابن تیمیہ)

معجزات و کرامات اور جادوگر وکاهن : پرستار کی کارستانیوں میں بنیادی فرق پائے جاتے ہیں۔ آپس میں دونوں کا کوئی مقارنہ ہی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

معجزات کا تعلق ایسے امور سے ہوتا ہے جو جن وانس کی طاقت سے بالاتر ہوتا ہے جسے مخلوقات کبھی انجام نہیں دے سکتی۔ مثال کے طور پر چاند کے دوٹکڑے ہونا۔ یہ ایک معجزہ ہے۔ جو نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔کوئی جن وانس، جادوگر یا کاہن ایسا نہیں کرسکتا ہے۔تمام معجزات تا قیامت تک تمام مخلوقات کے لئے کھلے چیلنج ہوتے ہیں۔

ایک جادوگر اپنے جادو کی طاقت سے محفل میں موجود کچھ لوگوں کی نگاہوں کی گرفت کر کے چاند کے دوٹکڑے ہونے کا احساس پیدا کرسکتا ہے۔لیکن اس محفل سے باہر جو لوگ ہونگے انہیں چاند کے دوٹکڑے ہونے کا احساس نہیں ہوگا بلکہ ایک ہی چاند نظر آئے گا چونکہ ان پر جادو کا اثر نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو یہ صلاحیت بخشی ہے کہ جادو کے علم سے لوگوں کو پریشان کرسکتے ہیں۔ کسی کو بیمار کرسکتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان تمام چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔(وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ)

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ساتویں اور آخری قسط)

سورہ کہف دورِ فتن کا ایک محفوظ قلعہ

عتیق الرحمٰن عبید الرحمٰن سلفی

محترم قارئین: دین اسلام ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، یہ ہماری جان سے بھی بڑھ کر ہمیں محبوب ہے، یہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے، کیونکہ ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی کا انحصار دین اسلام پر موقوف ہے، ہماری زندگی کا مقصد ایمان وعمل صالح سے معمور پاکیزہ زندگی اور آخرت میں اللہ کی رضا اور جنت کا حاصل کرنا ہے، اور ان اعلیٰ مقاصد کا حصول بغیر دین اسلام کے محال ہے اللہ نے فرمایا:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾ ''واقعی خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے'' [یونس:٤٥]

فتنوں کا محرک اصلی کون؟ ابلیس تمام فتنوں کا مرکزی کردار ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کیلئے انسانوں کا سب سے کھلا ہوا دشمن یہی شیطان ہے، اسی لئے اللہ نے اس کی عداوت اور دشمن سے بچنے کیلئے بار بار قرآن میں آگاہ کیا ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ ''شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو'' [فاطر:٦] مزید فرمایا: ﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا﴾ ''بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے'' [بنی اسرائیل:٥٣] اس نے جھوٹی قسم کھا کر، خیر خواہی ظاہر کر کے، خوبصورت امید دلا کر، حضرت آدم علیہ السلام کو بہکایا اور جنت سے نکلوایا، قیامت تک کیلئے مہلت مانگی تاکہ سارے انسانوں کو صراط مستقیم سے بھٹکا سکے، اور اپنے ساتھ انسانوں کو جہنم میں لے جا سکے، اسی لئے اس سے دوستی کرنا، اس کی راہ پر چلنا، اس کی اطاعت کرنا، اس کے نقش پا کی اتباع کرنا شدید قسم کی گمراہی ہے، اور حماقت کی انتہاء ہے۔

خبردار! صراط مستقیم سے گمراہ کرنا ابلیس کا مشن ہے، یہی اس کا مقصد حیات ہے۔

اصلاح کا اعلیٰ ترین راستہ: کتاب وسنت کی اتباع ہی وہ راستہ ہے جس سے انسان صراط مستقیم پر رواں دواں رہ سکتا ہے، استقامت کی نعمت پا سکتا ہے، شیطان کے مکر وفریب سے بچ سکتا ہے، فتنوں کو سمجھ سکتا ہے، موت تک دین پر قائم رہ سکتا ہے، اسی لئے سورہ کہف میں موسیٰ وخضر کا قصہ اسی علم اور تعلیم وتعلم کی اہمیت وضرورت کیلئے بیان کیا گیا ہے۔

گمراہی اسی وقت آتی ہے، شیطان کی کمزور چالیں اسی وقت کامیاب ہوتی ہیں جب ہم کتاب وسنت کی رہنمائی کو نظرانداز کرتے ہیں، کیونکہ اتباع کتاب وسنت پر ہدایت اورعظیم کامیابی کا وعدہ ہے۔

﴿وَمَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ " اور جواللہ اوراس کے رسول کی فرمانبرداری کرے تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کرلی، بہت بڑی کامیابی" [الاحزاب: ۷۱]

شیطان کی دشمنی اور رحمت الٰہی کی وسعت: شیطان انسان کی نفسیات سے واقف ہے، اسے آہستہ آہستہ گمراہی کی طرف لاتا ہے، جسے قرآن نے "خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ" کہا ہے، اوراس کے نقش پا کی پیروی سے منع فرمایا ہے، شیطان دین اور معاش کے معاملے میں انسان کو معمولی کوتاہیوں اور غفلتوں کے راستے گھماتا ہوا دھیرے دھیرے دین کے بڑے بڑے معاملات سے غافل کردیتا ہے، فرائض تک سے روک دیتا ہے، بلکہ توحید جیسی بنیادی تعلیم سے بھی متنفر کردیتا ہے، اوراسی طرح روزی کے معاملے میں آہستہ آہستہ حرام کمائی، فضول خرچی اور بخیلی جیسے تباہ کن جرائم میں ملوث کردیتا ہے، لیکن ہمیشہ اللہ کی رحمت بندے کے قریب ہی رہتی ہے، جیسے ہی بندہ احساس کرتا ہے، شرمندہ ہوتا ہے، توبہ کرکے رب کی طرف رجوع ہوتا ہے تو فوراً رحمت الٰہی اسے اپنے آغوش میں چھپالیتی ہے، اور بندے پر لگی ابلیس کی ساری گمراہیوں اورنجاستوں کو دھل دیتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِى يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾ "وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے" [الشوریٰ: ۲۵]

اور خود غفور رحیم رب سارے گناہ گاروں کو رحمت ومغفرت کی بشارت سناتا ہے، تاکہ بندے مایوسی کی لعنت سے محفوظ رہیں۔ ﴿لاتَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ "تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے" [الزمر: ۵۳]

سورہ کہف کے چھ معنوی غار:

سورہ کہف فتنوں کا علاج پیش کرتی ہے، دورفتن میں معنوی ودینی اسباب کیا ہیں، جن کے اختیار کرنے سے آپ فتنوں سے محفوظ رہیں گے، یا فتنوں کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ ان میں سے اہم اسباب اور وسائل میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، جنہیں مرکزی حیثیت حاصل ہے، ہمیں ان کا اہتمام کرنا ہے اورتمام مسلمانوں تک یہ پیغام پہنچانا ہے۔ اس حصول کیلئے محنت کرنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ چھ بڑے کشادہ غار ہیں جن سے ہم فتنوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں، اپنا دفاع کرسکتے ہیں، ان کی آغوش میں پناہ لے سکتے ہیں، یہ چھ اسباب قرآن کے معنوی غار ہیں، جو موجودہ

دور میں ہماری حفاظت کے ضامن ہیں، اختصار کے ساتھ وہ وسائل پیش خدمت ہیں۔

۱۔ قرآن کریم کی رفاقت: اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف کا آغاز ہی نعمت قرآن کے ذکر سے فرمایا ہے ''**اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ**''، رسول اکرم ﷺ کے بے پناہ شوق اور ہدایت کے تعلق سے بھی اس کتاب کا ذکر فرمایا ہے ''**اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ**''، اسی سورہ میں اللہ نے تلاوت قرآن کا بھی حکم دیا ہے:'' **وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ کِتَابِ رَبِّکَ**'' رسول اکرم ﷺ کا شرف اور امتیاز بھی یہی کتاب ہے۔آپ کا زندہ اور دائمی معجزہ بھی یہی کتاب ہے، یہ قرآن کی اہمیت کی دلیل ہے،ہمیں فتنوں سے بچانے کیلئے سب سے بنیادی وسیلہ قرآن کریم ہی ہے،اس کی تکریم ،اس سے تعلیمی، علمی وروحانی تعلق ہی میں ہے،سیکھنا،سکھانا،تلاوت کرنا،عمل کرنا،اس کے فیصلوں اور تعلیمات کو نافذ کرنا،اس کی طرف دعوت دینا، ہر کام میں اس سے رہنمائی اور ہدایت لینا ضروری ہے،فتنہ انسان کو کنفیوژ کردیتا ہے،اور قرآن حق وباطل کو صاف صاف بیان کرتا ہے، کیونکہ قرآن الفرقان ہے،فتنہ انسان کو اندھا کردیتا ہے،اور قرآن قلب ونظر کو پرنور اور بابصیرت بنادیتا ہے، کیونکہ قرآن نور ہے۔فتنہ گمراہ کردیتا ہے اور قرآن ہر فکر وعمل کی اصلاح کرتا ہے،اور ہر کجی اور ٹیڑھا پن کو سیدھا کردیتا ہے،گمراہوں کو سیدھی اور سچی راہ دکھاتا ہے، کیونکہ قرآن ''**هُدًى لِّلنَّاسِ**''، تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے،فتنہ بے چینی اور اضطراب پیدا کرتا ہے،اور قرآن سکون قلب عطا کرتا ہے۔کیونکہ قرآن ذِکراللہ ہے'' **اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ**'' سنو!اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔ فتنے کالی رات کی طرح ڈراؤنے ہوتے ہیں اور قرآن نور اور روشنی ہے، بشارت اور خوش خبری سناتا ہے، اس لئے قرآن سے گہری دوستی اس پرفتن دور میں بے حد ضروری ہے، قرآن سے جتنی قربت ہوگی ،فتنوں سے اسی بقدر حفاظت ہوگی۔

۲۔ دعوت الی اللہ: بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور اللہ کی طرف بلانا امت محمدیہ کا سب سے بڑا کام ہے، یہی کام اس امت کی پہچان ہے، خیر امت کا لقب بھی اسی کام کی وجہ سے ہی ملا، اور اصلاح سماج کا مقصد بھی اسی سے پورا ہوگا، اللہ کی نصرت وتائید ملے گی، نبوت ورسالت اور نزول کتاب کا مقصد بھی یہی ہے، اصحاب کہف نے اپنی ایمانی زندگی دعوت کی راہ میں قربان کردی، اللہ نے ان کے ایمان اور دعوت کی تعریف بیان فرمائی ہے:

﴿**وَرَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ**﴾ ''ہم نے ان کے دل مضبوط کردیئے تھے جب کہ یہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو آسمان وزمین کا پروردگار ہے''

[الکھف:۱٤]

بلکہ ان پر حجت پوری کرتے ہوئے ان سے دلائل و براہین کا مطالبہ بھی کیا:

﴿هٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ﴾ ''یہ ہے ہماری قوم جس نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ان کی خدائی کی یہ کوئی صاف دلیل کیوں پیش نہیں کرتے'' [الکھف:۱۵]

اسی طرح دو باغ کا مالک کافر جب حد سے بڑھنے لگا تو فوراً ایک مومن نے اسے اللہ کی دعوت پیش کی، اسے دین کی بات سمجھائی، اسے نصیحت کرنے لگا، دعوت الی اللہ ہماری طاقت وقوت اور کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے، آج ہم ذلیل ہیں، دعائیں قبول نہیں ہورہی ہیں، اس کا ایک بنیادی سبب دعوت الی اللہ سے اعراض اور روگردانی ہی ہے، یہ انبیاء کا مشن ہے، یہ قرآن کا مشن ہے، اسی مشن کی وجہ سے ہی عرب سے نکل کر اسلام ہمارے گھروں تک آیا، اگر نہ آتا، تو آج ہم بھی کروڑوں دیوی دیوتاؤں کو پوج رہے ہوتے۔شیطان کی اتباع کررہے ہوتے، لیکن الحمد للہ اسی دعوت کی برکت سے ہمارے آباء واجداد ایمان لائے، اسلام میں داخل ہوئے، آج دوبارہ اسی مشن کو شروع کرنے اور تجدید کی ضرورت ہے۔تاکہ ہمیں اللہ کی مدد مل سکے اور ہم عزت ووقار کی زندگی حاصل کرسکیں۔

۳۔ **اچھی رفاقت:** ماحول کا اثر انسان کے ذہن ودماغ اور دین واخلاق پر بہت گہرا ہوتا ہے، بری مجلسیں اچھے بھلے لوگوں کو بگاڑ دیتی ہیں، اسی لئے اللہ نے نبی ﷺ کو نیک لوگوں کی رفاقت کا حکم دیا اور صالح دوستوں کی پہچان بھی بتائی، فرمایا جو لوگ اخلاص کے ساتھ صبح وشام رب کی عبادت کرتے ہیں، اللہ کی رضا وخوشنودی کے متلاشی ہیں، سرکشی اور ریاکاری سے محفوظ ہیں، یہی لوگ صالح ہیں، ان کو لازم پکڑو، اور صبر کے ساتھ انہیں رفیق بناؤ، اور جس کا دل اللہ کے ذکر سے غافل ہو، خواہشات کا پجاری ہو، الٹے سیدھے، افراط وتفریط پر مبنی کام کرتا ہو، یہ بہت ہی برا انسان ہے نہ اس کی بات مانیں، نہ اس کی دوستی کریں، بری دوستی ہر حال میں نقصان دہ ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، بروز قیامت انسان افسوس کرے گا، اپنے ہاتھ چبائے گا، کہے گا کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، لیکن وہاں شرمندگی سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا، اور دنیا میں جو برے لوگ ہیں وہ بھی انسان کا نام اور کام، دین ودنیا دونوں برباد کردیتے ہیں، لہٰذا آج بصیرت کی ضرورت ہے، نیک رفاقت تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اس کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ پہلے آپ خود اپنے آپ کو صالح بناؤ اور پھر اچھے لوگوں سے دوستی بناؤ، بہترین دوستی ہم سب کی بنیادی ضرورت ہے، اسی لئے بطور نمونہ اللہ نے انبیاء اور صالحین اور اہل ایمان کے حالات بیان فرمائے ہیں، تاکہ آپ ان سے عبرت اور نصیحت حاصل کرو، اور سماج، سوشل میڈیا وغیرہ میں بھی ہمیں بہترین دوست ہی منتخب کرنا چاہیے، فتنوں سے محفوظ رکھنے میں ان صالح دوستوں کا بہت گہرا تعلق ہے، بسا اوقات بچے بری دوستی میں پڑ کر بگڑ جاتے ہیں، اگر والدین بچوں کو اپنا دوست بنالیں، تو بچوں کو ادھر ادھر بھٹکنا نہیں

پڑے گا۔ضرورت ہے کہ ہم اچھے اور نیک دوست کا انتخاب کریں اور فتنوں سے بچاؤ کریں۔

۴۔ آخرت پرایمان: آخرت پر ایمان اللہ کی عظیم ترین نعمت ہے، اہل ایمان کے دلوں کوخوش کردینے، حوصلہ افزائی کرنے، جذبۂ صبر کو بیدار کرنے میں یہ عقیدہ بے حد اہم ہے، یہ ایمان کا پانچواں رکن ہے، اس سے برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کا بے پناہ شوق ملتا ہے، یہ عقیدہ دل کوسکون عطا کرتا ہے، اللہ کی ربوبیت اور رحمت کی بے مثال دلیل ہے، آخرت کی وسعت انسانی فکر سے کہیں زیادہ وسیع ہے، سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھو جو پانی انگلی میں ہے وہ دنیا ہے اور آخرت پورے سمندر کی طرح وسیع اور لامحدود ہے۔ایمان باللہ کے ساتھ سب سے زیادہ اسی عقیدہ کو دہرایا گیا ہے، تمام انبیاء کی بنیادی دعوت میں اہم ترین دعوت آخرت کی تعلیم تھی۔صالح لوگوں کیلئے ایمان بالیوم الآخر ایک ربانی تحفہ ہے، بشارت اورخوش خبری ہے، فرمایا گیا:

﴿أُولَـٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ''یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں'' [لقمان:۵]

برے لوگوں کیلئے آخرت ایک دھمکی، وارننگ، تنبیہ ہے، اللہ نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ ''اور یہ کہ جولوگ آخرت پریقین نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے'' [بنی اسرائیل:۱۰]

نفس انسانی کی اصلاح کیلئے ایمان باللہ کے بعدسب سے اثر دار عقیدہ یہی آخرت پر ایمان ہی ہے۔اسی طرح مختلف قسم کے فتنوں سے بچنے کیلئے آخرت پر ایمان بہت ہی اہم ہے، اسی لئے اللہ نے اس سورہ مبارکہ میں آخرت، قیامت، جنت، جہنم، عذاب، اخروی کامیابی اور ناکامی کا ذکر کئی مقام پر کیا ہے۔اور سورہ مبارکہ کی ابتداء اور انتہاء میں بھی آخرت، رب سے ملاقات، وقوع قیامت کا ذکر موجود ہے، یہ اس کی اہمیت کی دلیل ہے، اس لئے ہمیشہ ہمارے قلب وروح کی گہرائی میں آخرت کے دن کا پورا پورا احساس باقی رہنا چاہئے۔مقصد کی عظمت سے صبر وبرداشت کا دائرہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔دل کی وسعت میں اضافہ ہی ہوتا ہے، عزائم سدا جوان ہی رہتے ہیں، اس لئے آخرت کا علم حاصل کریں، فتنوں سے محفوظ رہیں، جنت اور اللہ کی رضا کو حاصل کریں۔

۵۔ دنیاوی زندگی کا گہرا علم: دنیا بہت خوبصورت اور دلکش ہے، لذت کے سامان بے شمار ہیں، دلفریب اور دلآویز مناظر سے کائنات مالا مال ہے، انسان فطری طور پر مال سے بے پناہ محبت کرتا ہے، عورت اس کی کمزوری ہے، کوئی مقناطیس ہے جو دونوں کو ایک دوسرے کی طرف کھینچ رہی ہے، اور بھی بے شمار سامان تعیش اسے دعوت دے

رہے ہیں، شیطان انسان کو دھوکہ دینے کیلئے ہر بری چیز کو مزین کرکے پیش کررہا ہے، اب معاملہ کشمکش کا ہے، ایک طرف دنیا کی یہ دلربائی اور دوسری طرف رب العالمین کی دعوت ہے "وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلىٰ دَارِ السَّلَامِ" "اور اللہ سلامتی کے گھر جنت کی طرف بلا رہا ہے" اسی لئے اللہ نے سورہ کہف آیت نمبر ۴۵، ۴۶ میں دنیا کی بے ثباتی، ناپائیداری، بے وقعتی کو بڑی حقارت کے ساتھ بیان کیا ہے، کھیت کی فصل کے آغاز، عروج، زوال، تباہی، مٹ جانے کو دنیا کی زندگی سے تعبیر فرمایا ہے، دنیا کو استعمال کرو لیکن محبت نہیں، فائدہ اٹھاؤ لیکن مقصد نہ بناؤ، ہمیشگی والی آخرت پر معمولی دنیا کو ترجیح نہ دو، ورنہ تباہ ہو جاؤ گے: ﴿فَأَمَّا مَن طَغىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوىٰ﴾

۶۔ **اخلاص:** فتنوں کا محرک اصلی ابلیس ہے، اور اس نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اللہ کے مخلص بندوں پر اس کا جادو نہیں چل سکتا ہے "**الا عبادک منهم المخلصين**" اخلاص جن کی خوبی ہوگی شیطان انہیں گمراہ نہیں کر پائے گا، رب نے بھی مخلصین کو اپنی خاص حفاظت میں لے رکھا ہے، ہر کام رب کی خوشی کیلئے انجام دینا اخلاص کہلاتا ہے، دنیا میں اعمال صالحہ کی خیر و برکت اور آخرت میں کامیابی کیلئے اخلاص بنیادی شرط ہے، اور آخرت کی کامیابی تو اخلاص کی وجہ سے ہی مل سکتی ہے، سورہ کے آخر میں اللہ نے اخلاص وامان سے عاری کام کرنے والوں کو سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والا کہا ہے، کیونکہ کفار ومشرکین، منافقین اور ریاکاروں، شہرت پسندوں کے اعمال برباد کردئے جائیں گے، ان کے اعمال کا کوئی بھی اعتبار نہیں ہوگا۔

سورہ کہف کی آخری آیت میں مزید اخلاص کی تاکید کی گئی ہے، اور شرک اصغر یعنی ریاکاری سے منع کیا گیا، رضاء الٰہی کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے کیا جانے والا عمل مردود ہے، اللہ قبول نہیں فرماتا ہے، دراصل رب انہی کاموں کا بدلہ عطا فرمائے گا جو خالص اس کی رضاء کیلئے انجام دیئے گئے ہوں گے، اسی لئے اللہ نے آخرت میں رب سے ملاقات پر یقین رکھنے والوں کو عمل صالح کا حکم دیا اور ہر قسم کے شرک اور ملاوٹ سے منع فرمایا:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ "پس جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے" [الكهف: ۱۱۰]

لہٰذا ہماری کاوشوں کا مقصد رضائے الٰہی کی تلاش ہونی چاہیے، اخلاص کے ساتھ تمام اعمال کرنا چاہئے۔ تاکہ دنیا وآخرت کے فتنوں سے محفوظ رہیں، رب کریم کی رحمت کے مستحق بن سکیں، اور اللہ کے مخلص بندوں کے ساتھ خوشی خوشی جنت میں داخل ہو سکیں، کیونکہ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

(پہلی قسط)

ماہِ رجب کے روزوں اور قیام کی فضیلت سے متعلق جملہ روایات کا تحقیقی جائزہ

حافظ اکبر علی اختر علی سلفی رعفا اللہ عنہ (صدر البلاغ اسلامک سینٹر)

☆**ماہِ رجب کی وجہِ تسمیہ** : رَجَبَ يَرْجُبُ رَجْباً کا ایک معنی ہوتا ہے ''تعظیم کرنا، عزت کرنا'' دیکھیں: [لسان العرب: ١١٤/١، القاموس الوحيد: ص: ٥٩٩]

امام عبدالکریم بن محمد الرافعی القزوینی رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

''**سمى به لانهم كانوا يعظمونه ولا يستحلون فيه القتال والجمع ارجاب وربما ضموا إليه شعبان وسموهما رجبين**'' ''رجب اِس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ عرب کے لوگ اِس مہینے کی تعظیم کرتے تھے اور اِس میں قتال کو حلال نہیں سمجھتے تھے اور رجب کی جمع ارجاب آتی ہے اور بسا اوقات جب وہ لوگ شعبان کو رجب کے ساتھ ملا کر بولتے تو اِن دونوں کو رجبین بولتے تھے'' [التدوين فى اخبار قزوين بتحقيق عزيز الله العطاردى: ١٦٥/١]

اِس مہینے کی وجہ تسمیہ سے متعلق ایک حدیث اور دو آثار مروی ہیں لیکن وہ سب کے سب نا قابل التفات ہیں جیسا کہ آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

☆**ماہِ رجب کی فضیلت** : ماہِ رجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے۔ اِس مہینے کی ایک عظیم فضیلت یہ ہے کہ یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''**اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً ، مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ ، وَذُو الْحِجَّةِ ، وَ الْمُحَرَّمُ ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِىْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ شَعْبَانَ**'' ''سال میں بارہ مہینے ہیں، ان میں سے چار حرمت والے ہیں، تین مسلسل (یعنی لگاتار) ہیں: (۱) ذوالقعدہ (۲) ذوالحجہ (۳) محرم اور (۴) رجبِ مضر ہے جو جمادی (الآخر) اور شعبان کے درمیان ہے'' [صحيح بخارى: ٣١٩٧، صحيح مسلم: ١٦٧٩]

اِس فضیلت کے علاوہ ماہِ رجب کی اور کوئی فضیلت ثابت نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث کے علاوہ ماہِ رجب کی فضیلت میں جتنی بھی روایتیں مروی ہیں، وہ سب کی سب ضعیف یا سخت

ضعیف یا منکر اور موضوع ہیں۔

☆**ماہِ رجب کے روزوں اور اُس کے قیام کی فضیلت :** ماہِ رجب کے روزوں اور اُس کے قیام کی فضیلت سے متعلق ایک بھی روایت صحیح نہیں ہے۔ جتنی بھی روایتیں مروی ہیں، وہ سب کی سب ضعیف یا سخت ضعیف یا منکر اور موضوع ہیں۔ ایک بھی لائق احتجاج نہیں ہے۔

☆ماہِ رجب، اُس کے روزوں اور اُس کے قیام کی فضیلت سے متعلق تمام ضعیف، سخت ضعیف، منکر اور موضوع روایتوں کی تحقیق:

جیسے ہی ماہِ رجب قریب آتا ہے، ویسے ہی اِس مہینے، اِس کے روزوں اور اس کے قیام کی فضیلت سے متعلق بہت ساری ضعیف، سخت ضعیف، منکر اور موضوع روایتیں معاشرے میں گردش کرنے لگ جاتی ہیں۔ اِسی لیے میں نے ارادہ کیا کہ اُن تمام روایتوں کی مفصل تحقیق کر کے اُن کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔

اُن روایتوں کی مفصل تحقیق پیش کرنے سے پہلے حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کا ایک قول پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**لم یرد فی فضل شهر رجب، ولا فی صیامه، ولا فی صیام شیء منه معین، ولا فی قیام لیلة مخصوصة فیه حدیث صحیح یصلح للحجة، وقد سبقنی إلی الجزم بذالک الإمام ابو إسماعیل الهروی الحافظ، رویناه عنه بإسناد صحیح وکذالک رویناه عن غیره**" "رجب کے مہینے کی فضیلت، اُس کے روزوں کی فضیلت، اُس کے چند مخصوص دنوں کے روزوں کی فضیلت اور اُس کی رات میں مخصوص قیام کی فضیلت کے تعلق سے کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں ہے جو احتجاج کے قابل ہو اور مجھ سے پہلے بالجزم یہ بات امام ابو اسماعیل الہروی الحافظ رحمہ اللہ نے کہی ہے، ہم نے اِس قول کو اُن سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور اِسی طرح اس بات کو ہم نے دوسروں سے بھی روایت کیا ہے" [تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب بتحقیق ارشاد الحق الاثری:ص:۷]

پھر کچھ آگے جا کر فرماتے ہیں: "**واما الاحادیث الواردة فی فضل رجب، او فضل صیامه، او صیام شیء منه صریحة، فهی علیٰ قسمین: ضعیفة وموضوعة**" "رہی بات اُن احادیث کی جو ماہِ رجب یا اُس کے روزوں یا اُس کے کسی متعین دن کے روزے کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں، وہ دو قسموں کی ہیں: (۱) ضعیف اور (۲) موضوع" [تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب بتحقیق ارشاد الحق الاثری:ص:۱۲]

اب اللہ کی توفیق سے اُن تمام روایتوں کی مفصل تحقیق پیش خدمت ہے:

☆**ماہِ رجب کی وجہ تسمیہ سے متعلق ایک مرفوع حدیث اور دو آثار صحابہ کی تحقیق:**

☆**مرفوع حدیث:**

☆ امام ابومحمد حسن بن محمد الخلال البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۳۹ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بُنُ إِسُمَاعِيلَ، ثنا مُحَمَّدُ بُنُ مُحَمَّدٍ الْبُخَارِيُّ قَدِمَ عَلَيْنَا، قَالَ:ثنا عَبُدُ الْعَزِيزِ بُنُ حَاتِمٍ الْبُخَارِيُّ الْمُعَدِّلُ، ثَنا الْحَارِثُ بُنُ الْمُسْلِمِ، عَنُ زِيَادِ بُنِ مَيُمُونٍ، عَنُ اَنَسِ بُنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:" قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لِمَ سُمِّيَ رَجَبٌ ؟ قَالَ: لِاَنَّهُ يُتَرَجَّبُ فِيهِ خَيْرٌ كثيرٌ لِشَعْبَانَ وَرَمَضَانَ" انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کہا گیا:"اے اللہ کے رسول !(ماہِ رجب کا نام) رجب کیوں رکھا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیونکہ اِس مہینے میں ماہِ شعبان اور رمضان کے لیے بہت ساری بھلائیاں انڈیلی جاتی ہیں"

(تخریج) [فضائل شهر رجب للخلال بتحقيق ارشاد الحق الاثرى :ص:٣١،ح:٢]

(حکم حدیث) "یہ حدیث موضوع ہے"

(موضوع ہونے کی وجہ) روایت ہذا کی سند میں زیاد بن میمون البصری ہے جو کہ کذاب اور متروک الحدیث ہے۔ نیز اِس نے خود اعتراف کیا ہے کہ اِس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا ہے اور احادیث گھڑی ہیں۔

ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:

☆ امام ابوداؤد سلیمان بن داؤد الطیالسی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۰۴ھ)

"**اَتَيْنَا زِيَاد بن مَيْمُون فَسَمعتُه يَقُولُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰه، وضَعتُ هٰذِه الْاَحَادِيثَ**" "ہم زیاد بن میمون کے پاس آئے تو میں نے اُس کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور میں نے اِن احادیث کو گھڑا ہے" [العلل و معرفة الرجال بتحقيق وصى الله بن محمد عباس:٤٤٩/٢، ت:٢٩٩٧،واسناده صحيح]

☆ امام ابوخالد یزید بن ہارون السلمی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۰۶ھ)

"**تركت احاديث زياد بن ميمون وكان كذابا، قد استبان لى كذبه**" "میں نے زیاد کی احادیث کو ترک کردیا ہے۔ وہ جھوٹا تھا۔ اُس کا جھوٹ میرے سامنے واضح ہو چکا ہے" [الجرح والتعديل لابن ابى حاتم بتحقيق المعلمى:٥٤٤/٣، ت٢٤٥٨،واسناده حسن]

☆ امام ابوزکریا یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (المتوفی:۲۳۳ھ)

"**ليس حديثه بشىء**" "اس کی حدیث کچھ نہیں ہے" [الجرح والتعديل لابن ابى حاتم بتحقيق

المعلمی:۵٤٤/۳، ت:۲٤٥۸ واسناده صحیح]

☆ امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:۲۵۶ھ)

"تر کوه" "محدثین نے اِسے ترک کردیا ہے" [التاریخ الکبیر بحواشی محمود خلیل:۳۷۰/۳:ت ۱۲٥۲]

☆ امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۷ھ)

"كان يقال انه كذاب، ترک حديثه" "کہا جاتا تھا کہ یہ کذاب ہے۔ اِس کی حدیث ترک کردی گئی ہے"

[الجرح والتعديل لابن ابی حاتم بتحقيق المعلمی:۵٤۵/۳، ت:۲٤٥۸]

☆ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۰۳ھ)

"متروک الحدیث" "متروک الحدیث ہے" [الضعفاء والمتروکون بتحقيق محمود إبراهيم زايد:ص:٤٤، ت:۲۲۲]

☆ امام ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۲۲ھ)

"زِيَادُ بْنُ مَيْمُونٍ يَكْذِبُ" "زیاد بن میمون جھوٹ بولتا تھا" [الضعفاء الكبير بتحقيق عبد المعطی:۹۷/۱، ت: ۱۱۳]

☆ امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی، المعروف بابن حبان رحمہ اللہ (المتوفی:۳۵۴ھ)

"كَانَ يَرْوِى عَن اَنس وَلَمْ يره وَلَا سمع مِنْهُ شَيْئًا" "یہ انس بن مالک سے روایت کرتا تھا جبکہ اس نے اُن کو نہ دیکھا ہے اور نہ ہی اُن سے کچھ سنا ہے" [المجروحين بتحقيق محمود إبراهيم:۳۰۵/۱، ت:۳۵۹]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عدم سماع کا اعتراف اِس نے خود کیا ہے۔

☆ امام بشر بن عمر الزہرانی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۰۷/۲۰۹ھ) فرماتے ہیں:

"قال زياد بن ميمون: ... إنی لم اسمع من انس شيئا" "زیاد بن میمون کہتا ہے: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا" [الجرح والتعديل لابن ابی حاتم بتحقيق المعلمی:۵٤٤/۳، ت:۲٤٥۸، واسناده صحیح]

☆ امام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۴۸ھ)

"هالک اعترف بالكذب" "یہ ہالک ہے اِس نے جھوٹ کا اعتراف کیا ہے" [ديوان الضعفاء بتحقيق حماد الانصاری:ص:۱٤۹، ت:۱۵۱۰]

مزید اقوال کے لئے دیکھیں: [الجرح والتعديل لابن ابی حاتم بتحقيق المعلمی:۵٤٤/۳، ت:۲٤٥۸] وغیرہ.

(فائدہ) علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

دیکھیں: [سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة واثرها السیء فی الامة:۱۸۹/۸، ح:۳۷۰۸]

(تنبیہ) علامہ البانی رحمہ اللہ زیر بحث حدیث کے راوی حارث بن مسلم کی بابت فرماتے ہیں:

"والحارث بن مسلم؛ مجهول" "حارث بن مسلم مجہول ہے"[سلسلة الاحاديث الضعيفة و الموضوعة:١٨٩/٨، تحت الحديث:٣٧٠٨]

راقم باادب عرض کرتا ہے کہ یہ حارث بن مسلم مجہول نہیں ہے کیونکہ یہ حارث الرازی ہیں اور یہ ثقہ وصدوق راوی ہیں۔

ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:

☆ امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۶۴ھ)

"صدوق لا باس به، كان رجلا صالحا" "صدوق ہیں، اِن میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیک آدمی تھے"

[الجرح والتعديل لابن ابى حاتم بتحقيق المعلمى:٨٨/٣، ت:٤٠٦]

☆ امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (المتوفی:۲۷۷ھ)

"عابدشيخ ثقة صدوق رايته وصليت خلفه" "عبادت گزار، شیخ، ثقہ اور صدوق ہیں۔ میں نے اِن کو دیکھا ہے اور اِن کے پیچھے نماز پڑھی ہے"[الجرح والتعديل لابن ابى حاتم بتحقيق المعلمى:٨٨/٣، ت:٤٠٦]

☆ امام ابویعلیٰ خلیل بن عبداللہ الخلیلی القزوینی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۴۶ھ)

"اَلْحَارِثُ بْنُ مُسْلِمٍ الرَّازِيُّ كَبِيرٌ، سَمِعَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَالثَّوْرِيَّ وَبَحْرَ بْنَ كُنَيْزٍ السَّقَّا، وَلِبَحْرٍ نُسْخَةٌ يَرْوِيهَا حَارِثٌ، وَهُوَ ثِقَةٌ، إِلَّا فِيمَا يَرْوِيهِ عَنِ الضُّعَفَاءِ كَزِيَادِ بْنِ مَيْمُونٍ وَالْحَمْلُ فِيهِ عَلٰى زِيَادٍ، لِاَنَّهُ يَرْوِى عَنْ اَنَسٍ الْمَنَاكِيرِ الَّتِي لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا" "حارث بن مسلم الرازی کبیر، انہوں نے زیاد بن میمون، امام ثوری اور بحر بن کنیز سے سنا ہے اور بحر کا ایک نسخہ ہے جس کو حارث بن مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ ثقہ ہیں سوائے اُن روایتوں کے جن کو انہوں نے ضعیف راویوں سے روایت کیا ہے جیسے زیاد بن میمون اور اُن کا ذمہ دار زیاد ہی ہے کیونکہ اِس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی جاتی ہے"[الإرشاد فى معرفة علماء الحديث بتحقيق محمد سعيد:٦٦٣/٢]

مذکورہ تمام اقوال کی موجودگی میں امام احمد بن علی السلیمانی البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:۴۰۴ھ) کا حارث بن مسلم الرازی کی بابت یہ قول "فيه نظر" ناقابل التفات ہے کیونکہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رَاَيْتُ لِلسُّلَيْمَانِيِّ كِتَاباً فِيْهِ حَطٌّ عَلٰى كِبَارٍ، فَلَا يُسمَعُ مِنْهُ مَا شَذَّ فِيْهِ" "میں نے سلیمانی رحمہ اللہ کی ایک کتاب دیکھی ہے جس میں کئی کبار علماء پر بے جا جرح ہے لہٰذا جس جرح میں یہ منفرد ہوں، وہاں اِن کی بات

نہیں سنی جائے گی'' [سير اعلام النبلاء بتحقيق مجموعة من المحققين:۲۰۲/۱۷، ت:۱۱۵]

☆ **دوآثار صحابہ:** عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی اِس مہینے کی وجہ تسمیہ سے متعلق دو قول ملتے ہیں۔

اب اُن اقوال کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

(پہلاقول) ☆ امام ابومحمد حسن بن محمد الخلال البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۳۹ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْعَبَّاسِ الْوَرَّاقُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَاعِظُ، ثنا اَبُو رِفَاعَةَ عُمَارَةُ بْنُ وَثِيمَةَ، ثنا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَلَّبِ، ثنا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِدْرِيسَ، ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ اَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: ''اَنَّ يَهُودِيًّا اَتَاهُ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! إِنِّي اُرِيدُ اَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ اَشْيَاءَ إِنْ اَنْتَ اَخْبَرْتَنِي بِتَأْوِيلِهَا فَأَنْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: وَمَا هِيَ؟ قَالَ: عَنْ رَجَبٍ لِمَ سُمِّيَ رجب وعن شعبان لما سُمِّيَ شَعْبَانُ؟ قَالَ: اَمَّا رَجَبٌ فإنه يُتَرَجَّبُ فِيهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ لِشَعْبَانَ وَسُمِّيَ اَصَمُّ لاَنَّ الْمَلاَئِكَةَ تُصَمُّ اٰذَانُهَا لِشِدَّةِ ارْتِفَاعِ اَصْوَاتِهَا بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيسِ'' ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''ایک یہودی اُن کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ نے اُن کا جواب مجھے دے دیا تو آپ ابن عباس ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ چیزیں کیا ہیں؟ اُس نے کہا کہ رجب کو رجب اور شعبان کو شعبان کیوں کہا جاتا ہے؟ تو آپ نے جواباً عرض کیا کہ رہی بات رجب کی تو اُسے رجب اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اُس میں شعبان کے لیے بہت زیادہ بھلائیاں انڈیل دی جاتی ہیں اور اِس مہینے کو اصم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ فرشتوں کے کان اُن کی تسبیح وتقدیس کی بلند آواز کی شدت کی وجہ سے بہرے ہوجاتے ہیں''

(تخریج) [فضائل شهر رجب للخلال بتحقيق ارشاد الحق الاثرى :ص:۵۰،ح:۱۳]

(حکم حدیث) ''یہ حدیث موضوع ہے''

(موضوع ہونے کی وجہ) روایت ہذا کی سند میں ''محمد بن سائب کلبی'' ہے جو کہ متروک الحدیث اور کذاب ہے۔ اِس نے خود اِس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جو کچھ میں نے عن ابی صالح، عن ابن عباس کے طریق سے بیان کیا ہے وہ جھوٹ ہے۔

ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:

☆ امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ (المتوفی:۱۶۱ھ)

"قال لنا الكلبي:ما حدثت عني عن ابي صالح عن ابن عباس فهو كذب فلا ترووه" "کلبی نے ہم سے کہا: جو کچھ میں نے عن ابی صالح،عن ابن عباس کے طریق سے بیان کیا ہے وہ جھوٹ ہے لٰہذا تم اُسے روایت نہ کرو"[الجرح و التعديل لابن ابي حاتم بتحقيق المعلمي:۲۷۱/۷، ت:۱٤۷۸،واسناده صحيح]

☆ امام ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی رحمہ اللہ(المتوفی:۲۵۹ھ)

"كذاب ساقط" "یہ کذاب اور ساقط ہے"[احوال الرجال بتحقيق عبد العليم البَستوى:ص:٦٦، ت:۳۷]

☆ امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ(المتوفی:۲۷۷ھ)

"الناس مجتمعون علٰى ترك حديثه لا يشتغل به ،هو ذاهب الحديث" "لوگ نے اس کے متروک الحدیث ہونے پر اجماع کیا ہے،اس کے متعلق مشغول نہیں ہوا جائے گا۔یہ ذاہب الحدیث ہے"[الجرح و التعديل لابن ابي حاتم بتحقيق المعلمي:۲۷۱/۷، ت:۱٤۷۸]

☆ امام ابوالحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی رحمہ اللہ(المتوفی:۳۸۵ھ)

(۱) "مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ" "متروک الحدیث ہے"[العلل الواردة فى الاحاديث النبوية بتحقيق محفوظ الرحمن السلفي:۱۹۳/٦، رقم السوال:۱۰٦۱]

(۲) "مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ الْمَتْرُوكُ اَيْضًا ،هُوَ الْقَائِلُ:كُلُّ مَا حَدَّثْتُ عَنْ اَبِي صَالِحٍ كَذِبٌ" "محمد الکلبی بھی متروک ہے اور یہ کہتا ہے کہ جو کچھ میں نے ابوصالح سے بیان کیا ہے وہ جھوٹ ہے"[سنن الدارقطني بتحقيق الارنوؤط ورفقائه :۲۲۸/٥، ح:٤۲۲۷]

☆ امام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ(المتوفی:۷۴۸ھ)

"شِيْعِيٌّ، مَتْرُوْكُ الحَدِيْثِ" "شیعہ متروک الحدیث ہے"[سير اعلام النبلاء بتحقيق مجموعة من المحققين:۲٤۸/٦، ت:۱۱۱]

☆ امام حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ(المتوفی:۸۵۲ھ)

"متروك الحديث، بل كذاب" "متروک الحدیث بلکہ کذاب ہے"[التلخيص الحبير بتحقيق الدكتور محمد الثاني:۳٤٤/۱]

مزید اقوال کے لئے دیکھیں: [تهذيب الكمال فى اسماء الرجال للمزى بتحقيق بشار عواد:۲٤٦/۲٥، ت: ٥۲۳٤و غيره]

(دوسرا قول) ☆ امام ابومحمد حسن بن محمد الخلال البغدادی رحمہ اللہ(المتوفی:۴۳۹ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ، ثنا مَنْصُورُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَكِيلُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ مُدْرِكٍ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّامِيُّ، ثنا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ:قَالَ عَبْد اللّٰه بْن عَمْرٍو

...... :"وإنما سمی رجب لانَّ الْمَلائِكَة تَرْجُبُ فِيهِ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّمْجِيدِ لِلْجَبَّارِ عَزَّ وَجَلَّ"، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔۔۔"رجب کو رجب اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اِس ماہ میں فرشتے کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید، اور تقدیس میں مشغول رہتے ہیں"

(تخریج) [فضائل شهر رجب للخلال بتحقيق ارشاد الحق الاثرى ،ص:٥٤،ح:١٦،و جزء فى فضل رجب لابن عساكر بتحقيق جمال عزون ، ص:٣١٩،ح:١٥،ومن حديث مالك بن انس للازدى البصرى باعداد احمد الخضرى: ص:٢٥، ح:٩٢]

(حکم حدیث) "اس کی سند موضوع ہے"

(موضوع ہونے کی وجہ) روایت ہذا کی سند میں عُثمان بن عَبْد اللہ الشَّامی القرشی الاموی ہے جو کہ کذاب اور وضاع ہے اور ثقہ رواۃ پر حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

ائمہ کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں:

☆ امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی ،المعروف با بن حبان رحمہ اللہ (المتوفی:۳۵۴ھ)

"يروى عن الليث بن سعد ومالك وابن لهيعة ويضع عليهم الحديث ..." "شامی نے لیث بن سعد، مالک اور ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے اور ان پر حدیث گڑھی ہے۔۔۔"[المجروحين بتحقيق محمود ابراهيم:١٠٢/٢، ت:٦٧٢]

☆ امام ابواحمد بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۶۵ھ)

"حدث بالمناكير عن الثقات" "اس نے ثقہ رواۃ سے منکر رواتیں بیان کی ہیں"

پھر اِس کی چند روایتوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"ولعثمان غير ما ذكرت من الاحاديث احاديث موضوعات" "میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ عثمان کی اور بھی کئی موضوع روایتیں ہیں"[الكامل فى ضعفاء الرجال بتحقيق عادل و على:٣٠١/٦-٣٠٤، ت:١٣٣٦]

☆ امام ابوالحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۸۵ھ)

"كان ضعيفا" "یہ ضعیف تھا"[العلل بتحقيق محفوظ الرحمن السلفى:٧٩/١٠]

☆ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی:۴۰۵ھ)

"كذاب" "یہ کذاب ہے"[سوالات مسعود بن على السجزى بتحقيق موفق بن عبد الله: ص:٨٢، ت:٤٢]

☆ امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۳ھ)

"وكان ضعيفا، والغالب على حديثه المناكير" "یہ ضعیف تھا اور اس کی حدیث میں منکر حدیثیں زیادہ ہیں" [تاريخ بغداد بتحقيق بشار عواد: ١٣/١٦٠، ح:٦٠٠٦]

☆ امام شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸ھ)

(۱) " متهم واه، رماه بالوضع ابن عدى وغيره" "متہم سخت ضعیف راوی ہے۔ امام ابن عدی وغیرہ نے اسے متہم بالوضع قرار دیا ہے" [ديوان الضعفاء بتحقيق حماد بن محمد الانصارى :ص: ٢٧٠، ت:٢٧٦٩]

(۲) "وهو احد المتروكين لإتيانه بالطامات" " موضوعات روایت کرنے کی وجہ سے متروکین میں سے ایک ہے" [تاريخ الإسلام بتحقيق بشار عواد: ٥/٨٨٣، ت:٢٧٧]

اِس کی ایک حدیث کو ذکر کر کے فرمایا:

(۳) "وهٰذا من وضعه" "یہ حدیث اِس کی گھڑی ہوئی حدیثوں میں سے ہے" [ميزان الاعتدال بتحقيق البجاوى: ٣/٤٢، ت:٥٥٢٣]

☆ امام حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ)

"عثمان متروك" "عثمان متروک ہے" [الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس باعداده احمد الخضرى : ح: ١٤٨]

مزید اقوال کے لئے دیکھیں: [لسان الميزان بتحقيق ابى غدة: ٥/٣٩٤، ت:٥١٣٢]

اب چند باتیں بطور تنبیہ پیش خدمت ہیں :

(تنبیہ نمبر:۱) زیر بحث روایت کے راوی عثمان بن عبداللہ کی کئی نسبتیں ہیں جیسے:

(۱) العثمانی (۲) الاموی (۳) القرشی (۴) الشامی

دلیل کے لئے دیکھیں: (۱) [تاريخ بغداد بتحقيق بشار عواد: ١٣/١٦٠، ح:٦٠٠٦]

(۲) [الكامل فى ضعفاء الرجال بتحقيق عادل و على: ٦/٣٠١-٣٠٤، ت:١٣٣٦]

(۳) [لسان الميزان بتحقيق ابى غدة: ٥/٣٩٤، ت:٥١٣٢]

(تنبیہ نمبر:۲) جزء فی فضل رجب لابن عساکر میں صحابی رسول کا نام "عبداللہ بن عمروؓ" لکھا ہوا ہے جبکہ فضائل شہر رجب للخلال اور من حدیث مالک للازدی میں "عبداللہ بن عمرؓ" لکھا ہوا ہے۔

راقم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صحیح "عبداللہ بن عمروؓ" ہے کیونکہ:

(۱) عروہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کثرت سے روایت بیان کی ہے جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عبداللہ بن عمرو کے مقابل میں نا کے برابر روایت کیا ہے۔ مجھے تو صرف دو ہی روایتیں ملی ہیں۔

(۲) جس طریق سے مذکورہ اثر مروی ہے، اُس طریق سے اور بھی کئی روایتیں مروی ہیں۔ اُن میں سے کسی بھی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے بلکہ سب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔

(تنبیہ نمبر:۳) فضائل شہر رجب للخلال میں ''حماد بن مدرک'' ہے۔

اور من حدیث مالک للازدی میں ''عمر بن مدرک'' لکھا ہوا ہے۔ راقم کہتا ہے کہ صحیح ''حماد بن مدرک'' ہے کیونکہ:

(۱) انہوں نے ایک اور روایت عثمان بن عبداللہ الشامی سے روایت کی ہے۔

دیکھیں: [مَجْلِسٌ مِنْ اَمَالِی الشَّیْخِ الزَّاهِدِ اَبِی بَکْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ ابْنِ فَنْجُوَیْهِ الثَّقَفِیِّ فِی فَضْلِ رَمَضَانَ بتعلیق ابُو مُحَمَّدٍ الالْفِیُّ ،ص:۷،ح:٦ (هناك: الْهَجَسْتَانِیُّ وهذا تحریف والصحیح : الفِسِنْجَانِیُّ) کما قال العلماء و سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی: ٤٧٠/١، ح:٢٩٩]

اُس میں واضح طور پر " الفِسِنْجَانِیُّ "لکھا ہوا ہے جو کہ ''حماد بن مدرک'' کی نسبت ہے نا کہ ''عمر بن مدرک'' کی۔

اِس پر مزید یہ کہ وہاں حماد سے ''محمد بن بدر الامیر رحمہ اللہ'' نے روایت کیا ہے اور اِن کے اساتذہ میں ''حماد بن مدرک'' کا نام ملتا ہے۔

لہٰذا یہ ایک واضح دلیل ہے کہ زیر بحث روایت میں حماد بن مدرک ہی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲) عثمان بن عبداللہ الشامی کے شاگردوں میں حماد بن مدرک کا تذکرہ ملتا ہے جیسا کہ امام عراقی رحمہ اللہ نے ذیل میزان الاعتدال میں ذکر کیا ہے۔ دیکھیں:[ذیل میزان الاعتدال بتحقیق علی و عادل ، ص:۱۵۷، ت: ٥٦٤]

لیکن ''عمر بن مدرک'' کا نہیں ملتا ہے۔

(تنبیہ نمبر:۴) جزء فی فضل رجب لابن عساکر میں ''حماد بن مدرک'' کا واسطہ رَہ گیا ہے۔

(تنبیہ نمبر:۵) امام ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی رحمہ اللہ (المتوفی:۸۰٦ھ) فرماتے ہیں:

عُثْمَان بن عبد اللّٰه الشَّامی: عَن مَالک وَعنهُ حَمَّاد بن مدرک. "فرق الْخَطِیب وَابْن الْجَوْزِیّ بَینه وَبَین عُثْمَان بن عبد اللّٰه الْاموِی وَکِلَاهُمَا یرْوی عَن مَالک.قَالَ الْخَطِیب: الشَّامی عَن مَالک اَحَادِیث مُنکرَة وَجمع الذَّهَبِیّ بَینهمَا فِی تَرْجَمَة وَاحِدَة" عثمان بن عبداللہ الشامی: اس نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور اس سے حماد بن مدرک نے روایت کیا ہے۔ ''امام خطیب بغدادی اور امام ابن الجوزی رحمہما اللہ

نے عثمان بن عبداللہ الشامی اور عثمان بن عبداللہ الاموی میں فرق کیا ہے اور دونوں امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔امام خطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شامی نے مالک سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایک ہی ترجمے میں جمع کر دیا ہے" [ذيل ميزان الاعتدال بتحقيق علی و عادل : ص:۱۵۷، ت:۵٦٤]

راقم باادب عرض کرتا ہے کہ:

(۱) حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ مذکورہ قول کے تحت فرماتے ہیں:

"قلت:فاصاب" "میں کہتا ہوں کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح کیا ہے" [لسان الميزان بتحقيق ابی غدة:۳۹۹/۵، ت: ۵۱۳۲]

(۲) محقق ذیل لسان المیز ان دکتور عبدالقیام حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"لم اقف این فرق الخطیب" "امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے دونوں میں کہاں فرق کیا ہے میں اس سے واقف نہیں ہوسکا" [ذيل ميزان الاعتدال بتحقيق الدكتور عبد القيوم : ص:۳۵٤_۳۵۵، ت:۵۷۱]

(تنبیہ نمبر:٦) علامہ البانی رحمہ اللہ زیر بحث روایت کے تحت فرماتے ہیں:

"وعثمان بن عبد الله العثمانی لم اعرفه" "عثمان بن عبداللہ العثمانی کو میں جرح وتعدیل کے اعتبار سے نہیں جانتا ہوں" [الضعيفة:۲۱۰/۷، ح:۳۲۲۳]

راقم باادب عرض کرتا ہے کہ:

(۱) عثمان بن عبداللہ العثمانی، یہ الشامی القرشی ہی ہے جیسا کہ فضائل شہر رجب للخلال میں ہے۔

(۲) علامہ البانی رحمہ اللہ حوالہ مذکورہ میں عثمان العثمانی کو نہیں پہچان سکے لیکن ارواء الغلیل میں اِسے پہچانا ہے اور وہاں کذاب اور وضاع کہا ہے۔ دیکھیں:[إرواء الغليل:۳۰۷/۲، تحت الحديث:۵۲۷]

(تنبیہ نمبر:۷) شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فضائل شہر رجب للخلال کی تحقیق میں زیر بحث اثر کے تحت فرماتے ہیں:

"منصور بن محمد و حماد بن مدرک ، لا اعرفهما" "منصور بن محمد اور حماد بن مدرک کو میں جرح و تعدیل کے اعتبار سے نہیں جانتا ہوں" [فضائل شهر رجب للخلال بتحقيق ارشاد الحق الاثری :ص: ٥٤،ح:١٦]

راقم باادب عرض کرتا ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے حماد بن مدرک رحمہ اللہ کو " **المُحَدِّثُ الكَبِيرُ** "کہا ہے۔

دیکھیں: [سير اعلام النبلاء بتحقيق مجموعة من المحققين:١١٩/١٤، ت:٦٢]

(خلاصة التحقيق) ماہِ رجب کی وجہ تسمیہ کے تعلق سے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے جو مروی ہے، وہ سب کی سب نا قابل احتجاج اور نا قابل التفات ہے۔واللہ اعلم۔

اسلامک انفارمیشن سینٹر کا
انفرادی دعوتی شعبہ

اسلامک انفارمیشن سینٹر
کا دعوہ ڈیسک

کرلا، اندھیری، ساکی ناکہ سینٹر پر علماء کے
روبرو بیٹھ کر اپنے دینی سوالوں کے جواب پائیں۔

واٹس ایپ
اسلام ہیلپ لائن

808080 1882

مذکورہ نمبر پر اسلام کے متعلق کوئی بھی سوال
پوچھیں اور دلیل کے ساتھ جواب حاصل کریں۔

تحریری
فتاوے

وراثت، نکاح، طلاق، ودیگر اہم تحریری سوالوں کے
جواب تحریری شکل میں سینٹر سے حاصل کریں۔

تین اسلامی ہیلپ لائن نمبرز پر فون سے رابطہ کر کے
اسلامی سوالوں کے جواب حاصل کریں۔

808080 7836, 808080 1882, 771000 7943

Islamic Information Centre
اسلامک انفارمیشن سینٹر
"Welcome to Knowledge. Welcome to Understanding"

Gala No.6, Swastik Chambers, Below Kurla Nursing Home, Opp. Noorjhan-1, Pipe Road, Kurla (W), Phone : 02226500400

Andheri Bakery Compound, Opp. Surbhi Vada Pav, Andheri Station Road Jama Masjid, Andheri (W), Mobile : 8080801882

Shop No. 9, Yadav Nagar, Near Masjid Sirajul Uloom, Khairani Road, Sakinaka-72, Mobile : 7710007943

iic mumbai | mumbaiiic | mumbaiiic | iic mumbai official | islamsmessage | iic mumbai

www.islamsmessage.com | Islamic Messages 70457 88257 | Helpline No. 808080 1882 | Question & Answers 022 26500 400

Total Pages 52
Date Of Publication : 1st Of Every Month
RNI No. : MAHURD/2011/49422/Postal Registration No. : MCE/281/2019-21
Posted On 4th And 5th Of Every Previous Month

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ:

اسلامک انفارمیشن سینٹر ممبئی کے زیر اہتمام (150) غرباء، مساکین، ضرورت مندلوگوں کے مابین ایک مہینہ کا راشن پیکیج (ایک پیکیج کی قیمت 1600 / روپئے ہے) تقسیم کیا گیا، اور اس موقع پر لوگوں کو وعظ و نصیحت بھی کی گئی، موجودہ وقت میں اس طرح کی مزید کوشش کی جانی چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز خدمت خلق سے ہی کیا تھا، اور اللہ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے"۔

(ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کو قبول کرے،
اور معاونین کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین)

If Undelivered Please Return To
Ahlus Sunnah
Islamic Information Centre
Gala No.6, Swastik Chamber, Below Kurla Nursing Home,
Opp. Noorjahan-1, Pipe Road, Kurla (W), Mumbai-400070
Phone : 8080807836, 8080801882, 02226500400

To,

Book Post